[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پہلے اس کو ملاحظہ کرو

امرتسری بیہودہ رسالے مضمون زیر بحث میں جسقدر بدزبانی حضرت مسیح قادیانی علیہ السلام اور آپ کی پاک جماعت کے بزرگان ذی احترام کے حق میں کی گئی ہے اس کو منونتہً ہم ناظرین رسالہ کی آگاہی کے لیے نقل کرتے ہیں۔ ہمارے رسالہ میں اگر کوئی کلمہ ناملائم ہو تو بموقعہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا مخالف کے حق میں زبان و قلم سے نکلا ہوا پائیں۔ تو ہمیں معاف فرمائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شانمیں

نقل کفر کفر نباشد

دجال اکبر۔ کذاب اکبر۔ گستاخ۔ شریر۔ بے حیا۔ فتنہ گر۔ ابتر۔ شیطان۔ جاہل۔ کافر۔ مشرک۔ مضل۔ ظالم۔ مفتری۔ فاسق۔ بدخصال۔ منحوس۔ مغرور مردود مسیلمہ وغیرہ وغیرہ (لعنۃ اللہ علی قائلہا)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی شانمیں

رئیس المجانین۔ عقل کا دشمن نیم سودائی۔ دجالی پارٹی کا اعلیٰ ممبر بلہ فریب بیہودہ گو۔ بازاری۔ بے تمیز۔ بدھا خبطی وغیرہ وغیرہ۔

تمام جماعت احمدیہ کے حقمیں

[illegible] دجالی پارٹی۔ کرشن پنتھی۔ مرزائی۔ بے شرم بے [illegible]

وغیرہ وغیرہ [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیاہی

[illegible]

[illegible] ناظرین! اس کمترین خادم دین [illegible]
[illegible] رسالہ احمدی بابت اکتوبر [illegible]
[illegible] وعدہ کیا تھا کہ حضرت [illegible]
[illegible] پر جس کا نام "آخری فیصلہ" [illegible]
[illegible] روشنی ڈالی جاوے گی۔ سو آج [illegible]
[illegible] اور اُس سے ہی تائید پاکر دعود [illegible]
[illegible] استغفار مضمون آنا ذکر دینا ضروری [illegible]
[illegible] کے رسالہ احمدی میں اس [illegible]
[illegible] لیا تھا جس میں ایڈیٹر الحکم کی طرف [illegible]
[illegible] کو دعوت مباہلہ دینے کا ذکر او [illegible]

کا مباہلہ سے انکار و فرار ثابت ہے۔ آپ ذرا دس نمبر کو
نکال کر سامنے رکھ لین۔ اور پہلے مضمون کو ملاحظہ فرمادین
تاکہ سلسلہ مضمون کا قائم ہو جاوے کیونکہ وہی دعوت بناء
ت اس آخری فیصلہ کے صدور کی ہے۔ متوجہ ہو کر سنئے
کہ جب ہر طرح سے امرتسری یہودی کو فیصلہ
کیلئے۔ بلا بلا کر دیکھ لیا کہ وہ نہ تو حلفی شہادت تکذیب مسیح
موعود پر دیتا ہے۔ اور نہ مباہلہ کیلئے میدان مین نکلتا ہے
حضور پر نور فداہ روحی کے دل مین دوسری تحریک پیدا
ہوئی جو واقعی خلیت ایزدی سے تہی۔ اور اس تحریک نے
آخری فیصلہ کی بنیاد ڈالدی اسی لئے اس کا نام بہی
آخری فیصلہ رکہا گیا۔ جو بذریعہ درخواست مورخہ ۱۵ اپریل
سنہ ۱۹۰۷ء کو بحضور احکم الحاکمین پیش کر کے التجا کی گئی کہ

"اے میرے مالک بصیر قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے
دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ
مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا
ہے۔ اور مین تیری نظر مین مفسد اور کذاب ہون
اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے
پیارے مالک مین عاجزی سے تیری جناب مین
دعا کرتا ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی

مین ہی ہلاک کر اور میری موت سے اون کو اور اونکی جماعت
کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور
صادق خدا اگر **مولوی ثناء اللہ** ان تہمتوں مین
جو مجھپر لگاتا ہے۔ حق پر نہین۔ تو مین عاجزی سے
تیری جناب مین **دُعا** کرتا ہون۔ کہ میری زندگی
مین ہی انکو نابود کر۔"

اب مین تیری ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر
تیری جناب مین **مُلتجی** ہون۔ کہ مجھ مین اور ثناء اللہ
مین سچا **فیصلہ** فرما جو تیری نگاہ مین حقیقت مین
مفسد و کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی مین ہی دنیا
سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت مین جو موت
کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا
ہی کر۔ آمین ثم آمین **ربنا افتح بیننا و بین قومنا
بالحق و انت خیر الفاتحین**۔ آمین۔" ملخصاً

بلفظہ اشتہار آخری فیصلہ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

یہ وہ درخواست جو بغرض فیصلہ عدالت الٰہی مین حضرت اقدس
مسیح موعود نے گذرانی اس کے متعلق حسب ذیل امور تنقیح طلب ہین

(۱) آیا یہ کوئی التجا اور عرضی ہے۔ یا فیصلہ عدالت؟

(۲) اس سے مقصود بالذات کیا ہے؟

(۳) ایسی درخواست کیون کی گئی؟

امر اول کا فیصلہ یہ ہے کہ دعاء مذکور صرف ایک ابتدائی درخواست اور عرضی ہے۔ ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کے خلاف۔ نہ کہ فیصلہ عدالت۔ ثبوت اس کا یہ ہے جو خود درخواست سائل مین ہی مندرج ہے کہ

"یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی **نہین** بلکہ محض **دعاء** کے طور پر مین نے **خدا** سے **فیصلہ چاہا ہے**" بلفظ اشتہار مذکور

امر دوم کے متعلق بھی درخواست مذکور مین صاف صراحت ہے۔ کہ اس سے مقصود بالذات فریقین کے صدق وکذب کا اظہار ہے۔ نہ کسی فریق کی موت یا حیات دیکھو تصریح ذیل کہ

"اب مین تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب مین **ملتجی** ہون کہ مجھ مین اور ثناء اللہ مین سچا فیصلہ فرما۔ **ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین**" بلفظہ اشتہار مذکور۔

رہا امر سوم کہ ایسی درخواست کیون کی گئی؟ سو اس کا باعث جو آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے یہ ہے کہ ثناء اللہ کی تکذیب و دشنام دہی مسیح موعود علیہ السلام کی شان

سے امرتسری ثانی بہ زبانی مجنوں مسیح قادیانی اور اُنکی پاک جماعت اگر دیکھنا چاہو تو شانی ایمرزہ درانی بلفظہ

مین ناقابل برداشت حد تک پہونچ چکی تو حضور انور علیہ السلام کے مکذب مذکور کو اوّل تو اعجاز احمدی وغیرہ متحدیانہ نشانوں[1] سے مغلوب اور ساکت کیا۔ اور پھر بالمقابل مباہلہ کر کے خدائی فیصلہ کے لئے چیلنج دیا تو اُس سے بھی یہ اعوالعین شیر پنجاب گریز کر گیا۔ باوجود ہزیمت خوردہ ہونے کے بھی جب بدباطن بیہودی نے ہرزہ درائی اور افترا پردازی اور حیلہ بازی اور جعلسازی پر کمر باندھلی تو بجز اس صورت کے کہ ایک فریق خود ہی عدالت آسمانی کا دروازہ کھٹکھٹائے اور کیا تدبیر ہوسکتی تھی۔؟ لہٰذا خود ہی حضرت مسیح موعودؑ نے احکم الحاکمین کی عدالت مین درخواست مذکور اپنی جانب سے پیش کر دی۔ تاکہ خدائی فیصلہ صادر ہو۔ یہ ہے وجہ ایسی درخواست کرنے کی جیساکہ درخواست مذکور کے حسب ذیل الفاظ سے بھی ظاہر ہے۔ کہ

"مین اُن کے (ثناءاللہ) ہاتھ سے بہت ستایا گیا" اور صبر کرتا رہا مگر اب مین دیکھتا ہون کہ اُن کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکون تک میری نسبت یہ پھیلا

---

[1] امرتسری بیہودی کا مباہلہ سے فرار دیکھنا ہو تو "فتح ربانی فرار او مباہلہ" (انکا ۱ بقیمت ۱؎ … دفتر الحق دہلی سے طلب کر کے دیکھو۔ مہتمم انجمن تبلیغ دہلی

دیا کہ یہ شخص "درحقیقت ننگ اور مفسد اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔" بلفظہ اشتہار مذکور

جب کہ تنقیح امور مندرجہ بالا کا فیصلہ ہو گیا۔ اور ہم نے یہ ثابت کر دیا۔ کہ اس دعا کی حیثیت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ ایک درخواست ہے جس سے احقاق حق اور ابطال باطل مقصود ہے نہ کسی کی موت و زندگی تو اب کسی کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ اس درخواست ہی کو آخری فیصلہ قرار دے۔ ہاں یہ سچ ہے۔ کہ آخری فیصلہ کیلئے یہ درخواست ذریعہ ہے۔ بعد ازیں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے۔ کہ

(الف) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور سامر تسری بدانجام کا تنازعہ کیا ہے؟

(ب) یہ کہ مرزا صاحب علیہ السلام نے کیا احقاق حق کا صرف کاذب کی موت ہی کو ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور عدالت کیلئے کوئی گنجائش کسی دوسرے فیصلہ کن طریق کی نہیں رکھی؟

(ج) کیا درخواست دعائیہ میں سائل نے جو التجا اور خواہش ظاہر کی ہے۔ اسی کے مطابق فیصلہ الہی

صادر ہونے سے احقاقِ حق اور صدق و کذب مین تمیز
ہو سکتی ہے یا اور کسی طریق سے؟

سو واضح ہو کہ حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام تو مسیح موعود اور
مہدی معہود ہونے کی اور خدا سے الہام اور وحی پانے کے
دعوے دار اور نبوت اور رسالت کے مدعی ہین۔ اور آپ کے
مقابل امرت سری آپ کو مفتری علی اللہ اور کاذب اور دکاندار
اور فریبی (معاذ اللہ منہا) اور مکار کہکر مکذّب اور مکفّر بنا ہے
پس تنازعہ صرف یہ ہے کہ آیا مرزا صاحب علیہ السلام اپنے
دعوے مین صادق ہین یا امرت سری علیہ اللعن تکذیبِ مسیح
موعود مین؟ اُس کے سوا اور کوئی جھگڑا نہین ہے یا ہمی تنازعہ اب
صاف سمجھ مین آجائے گا۔ کہ مدعی کی اصل مراد و مطلوبہ یہی
ہے۔ کہ ہم دونون مین سے جو صادق ہے۔ اُس کا صدق ظاہر
ہو جائے۔ نہ یہ کہ کسی کو یون ہی جان سے مار ڈالین۔ کیونکہ موت
تو خاصہ انسانی ہے اِس سے کسی کو چارہ نہین۔ ہان یہ بالکل
سچ ہے۔ کہ مدعی نے جو درخواست خدا کی عدالت مین پیش
کی ہے اُس مدعی کی یہ خواہش اور تمنا ہے۔ کہ کاذب کی موت
کے ذریعہ صادق کے صدق کو ظاہر کیا جاوے اِس سے
زیادہ اور کچھ نہین۔ کہ حصول مقصود دینے صداقت صادق کی
جو تجویز مدعی نے اپنے خیال مین (نہ کہ خداوند کریم کے)

مفید اور محکم سمجھی اُس کو ہی بطور التجا اور استدعا کے پیش کردیا جس کے لئے ضروری نہین۔ کہ مدعی کی خواہش اور تمنا کے مطابق ہی جج (خداوند کریم) فیصلہ کرے۔ کون نہین جانتا کہ دنیاوی عدالتون مین ہر روز سائل عرضیان دیتے اور اپنی اپنی خواہش کے مطابق استدعائین کرتے ہین۔ لیکن کوئی مجسٹریٹ یا جج اُن تفصیلات کا پورا پابند ہوکر فیصلہ نہین صادر کرتا۔ بلکہ رولداد اور واقعات کی بنا پر جو مناسب سمجھتا ہے وہ حکم دیتا ہے۔ البتہ نفس دعوٰی اور اصل غرض مدعی سائل کو ضرور مقدم رکھا جاتا ہے۔ تو جب کہ زمینی عدالتین کسی مدعی یا سائل کی خواہش کے مطابق کرنا ضروری نہین سمجھتین تو آسمانی عدالت کیون کسی کی تمنا اور خواہش کی تفصیلات کی قطعی پابند ہو سکتی ہے ہان یہ ضرور ہے۔ کہ سائل کی اصل غرض کو ملحوظ رکھا جاوے گا۔ اور جس بہتر طریق سے وہ غرض جائز پوری ہو سکے اوس طریق سے اوس کا فیصلہ کیا جاوے گا۔ اگرچہ وہ بالکل مدعی کے تفصیلات کے خلاف ہی کیون نہو۔ الا مقصود بالذات کے خلاف نہو گا۔ چنانچہ مقدمہ ہذا مین بھی یہی اصول اور قانون الٰہی برتا گیا یعنی اوس طریق کا فیصلہ صادر ہوا ہے جس نے صدق وکذب مین پورا امتیاز کر دیا ہے۔ اگرچہ مدعی کی خواہش کے جزئی تفصیلات کے خلاف ہوا ہے۔ مگر مقصود ومطلوب اصلی کے

سے ہو خلاف نہیں۔ پس ضرورت نہ تھی۔ کہ حسب خواہشات
سائل کے ہی فیصلہ صادر ہو۔ تو احقاق ممکن ہے۔ ورنہ نہیں
الٰہی قانون کی پابندی ہے یہ ایسا بین فیصلہ اظہار صدق اور
کذب کا صادر ہوا ہے۔ کہ کسی سلیم الفطرت کو بشرطیکہ اُس
میں یہودیت کی رگ نہو اظہار صدق مسیح موعود علیہ السلام
میں ذرا تامل نہیں رہا۔ اور اصلی مقصود مدعی حاصل ہو گیا۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آداب الوہیت کو بخوبی
سمجھ کر نہ صرف موت کاذب کو ہی اظہار صدق کی دلیل گردا
نا۔ بلکہ ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ

"یا (کاذب کو) کسی اور سخت آفت میں جو موت کے
برابر ہو مبتلا کر" بلفظہ اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

اور اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ درخواست کے اخیر میں یہ بھی عرض کر دیا

کہ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت
خیر الفاتحین؛

یعنی اے میرے مولا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ فرما۔
کیونکہ تو سب فیصلہ کرنے والوں میں سے بہتر فیصلہ کرنے
والا ہے" تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۳۴۱۔ جبکہ حضرت
مسیح علیہ السلام نے عدالت الٰہی کیلئے ایسے طریق پر فیصلہ
کرنے کی گنجائش بھی رکھی ہے۔ کہ جو بہتر طریق احقاق حق کا

ہو اور سچا فیصلہ ہو تو ایسی حالت مین صادر شدہ فیصلہ الٰہی کو درخواست سائل کے خلاف یا مدعا علیہ کے حق مین ڈگری بجز خارج از دین و عقل والے انسان کے اور کوئی نہین کہہ سکتا۔ فافہم و تدبر

اور درآنحالیکہ مقدمہ ہذا اُس جج کے حضور مین پیش کیا گیا ہے جو علیم اور بصیر اور عالم الغیب اور خیر الحاکمین ہونے کے علاوہ اپنے مقرر کردہ قانون کا پورا پابند ہے۔ اور جس نے بتا دیا ہے

وَعَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

تم تو بسا اوقات ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے حق مین بہتر ہوتی ہے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک چیز کو پسند کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہین مضر ہوتی ہے۔ تمہاری بھلائی برائی اللہ ہی کو معلوم ہے۔ اس لئے کہ خدا سب چیزوں کو جانتا ہے۔ اور تم اپنا نفع نقصان بھی نہین جانتے" ملخصاً تفسیر ثنائی جلد اوّل صفحہ ۱۵۳

جب عدالت کا حال بھی معلوم ہو گیا کہ کس شان اور عظمت کا وہ جج ہے جس کی پیشی مین مرزا صاحب علیہ السلام کی درخواست ہے۔ تو اب ہم یہ بتاتے ہین۔ کہ عدالت موصوف سے اس

درخواست پر کیا کارروائی ہوئی۔ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو یہ عرضی آسمانی عدالت عالیہ مین دائر ہوئی اور نقل عرضی فریق ثانی یعنی امرتسری مکذب کے پاس بہیجکر اُس کے آخیر مین مدعی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارقام فرمایا کہ

"بالآخر مولوی ثناء اللہ صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اِس تمام مضمون کو اپنے پرچہ مین چھاپ دین اور جو چاہیں اس کے نیچے لکہدین **اب فیصلہ خدا کے ہاتہہ** مین ہے" بلفظہ اشتہار مذکور مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

اس آخری التماس سے یہ امر عیان ہو گیا کہ مدعی یعنی مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی درخواست کو ہی فیصلہ آخری نہین قرار دیا۔ بلکہ آئندہ اس درخواست پر فیصلہ الہٰی صادر ہونے کا اظہار فرمایا ہے۔ نیز اپنی درخواست کو زیر تجویز قرار دینے کے بعد یہ بھی بتلا دیا کہ ثناء اللہ جو کچہہ چاہے اُس کے متعلق لکہے۔ یعنی خواہ اسے منظور کر کے اظہار رضامندی کرے یا نامنظور کر کے ناراضی ظاہر کرے۔ غرضیکہ بطور جواب کے جو عذرات و حیلے چاہے لکہے۔ اب فیصلہ کیلئے زمرہ عدالت عالیہ آسمانی مین دائر ہے۔ بعد گذرنے جواب دہی و عذرات مدعا علیہ کے جو فیصلہ صادر ہوگا۔ وہ حق

و باطل میں تمیز کر دے گا۔ اس التماس مدعی سے کوئی غبی بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ مدعا علیہ کو اِس کے متعلق کچھ کہنے سننے کا حق حاصل نہیں رہا یا اُس کے حیلے اور عذرات اس میں دخل انداز نہیں ہو سکتے۔ فیصلہ کے لئے کسی مقدمہ کا خدا کے ہاتھ میں ہونا اس امر کی دلیل نہیں کہ فریق مخالف کا کوئی عذر سنا نہیں جائیگا اور بلا سماعت بیان ملزم عدالت فیصلہ صادر کر دیگی۔ پس یہ فقرہ کہ "اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے" اس کو مستلزم نہیں کہ فریق ثانی یعنی امرت سری کے جواب کو مقدمہ ہذا میں ملحوظ نہ کیا جائیگا۔

اگر درخواست مدعی کا بلا سماعت جواب ملزم یکطرفہ فیصلہ کرنا ہی مقتضائے عدل ہوتا تو اُس کی قطعًا ضرورت نہ تھی کہ ملزم یعنی ثناء اللہ کے پاس نقل استغاثہ بھیجی جاتی یہی کافی تھا کہ مدعی اپنی درخواست عدالت عالیہ میں پیش کر کے یکطرفہ فیصلہ صادر کرا لیتا۔ اور بعد صدور فیصلہ اگر چاہتا تو ثناء اللہ کے پاس نقل حکم عدالت بھیجدیتا۔ کیونکہ ملزم کا تو بقول بعض جہلا رجب کہ اُس میں کچھ دخل ہی نہیں تھا۔ نہ اُس کی رضامندی اس طریق فیصلہ پر کوئی مفید ہو سکتی تھی نہ ناراضی کچھ مضر۔ تو پھر اس کے پاس نقل استغاثہ کا بھیجنا کیا مطلب رکھتا ہے۔؟ نقل استغاثہ کا بھیجنا خاص اسی غرض کیلئے تھا کہ وہ رضامندی یا ناراضی وغیرہ جو کچھ چاہے لکھ کر عدالت میں پیش کر دے۔ فیصلہ عدالت

...ود کر دے گی۔

الغرض نقل استغاثہ کا ملزم کے پاس پہونچنا تھا کہ اُس کے ...وش و حواس اوڑ گئے۔ چہرہ پر مردنی چھا گئی۔ رنگ فق ہو گیا۔ ...نہ پر ہوائیاں اوڑنے لگین۔ ملک الموت آنکھون کے سامنے ...گیا۔ اور فوراً یاران رفتہ عبداللہ آتھم لیکھرام مقتول امریکن ...ئی علیگڈہی قصوری امرتسری لاہوری جموںی لدہانوی و...یہ وغیرہ علیہم ما یستحقونہ سب ایکدم سامنے کھڑے ہوے اور ایک ...ے بزبان حال ثناءاللہ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا کہ

اے گروہ مکذبین دشریر۔ من نکردم شما حذر بکنید

...اس آواز کو سنتے ہی اور اُن کی صورتین خیالی تصور مین پاتے ...ی ثناءاللہ نے مذبوحی حرکات شروع کین۔ اور جان بچانے ...کے لئے بجز اِس کے کوئی مفر نہ تھا کہ خدائی فیصلہ سے انکار ...ر کر دے۔ چنانچہ ذیل کا جواب اِس درخواست کے ...ے حسب التجاء عی کے لکھدیا کہ

”آپ نے فریب و دجل سے کام لیا ہے کہ اِس دعا کی منظوری (۲۱)
مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس
کو شائع کر دیا“

اِس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا بلکہ
محض دعا کے طور پر جو اُسکا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اگر ہم مر گئے

تو تمہارے دام افتادہ یہ عذر کرین گے۔ کہ حضرت صاحب کا یہ الہام نہین تھا۔ بلکہ محض دعا تھی۔ یہ بھی کہدین گے کہ دعائین تو بہت سے نبیون کی قبول نہین ہوئین۔ دیکھو حضرت نوح کی دعا قبول نہ ہوئی!

(۳) میرا مقابلہ تو آپ سے ہی اگر مین مرگیا تو میرے مرنے سے اور لوگون پر کیا حجت ہو سکتی ہے۔ جب کہ بقول آپ کے مولوی غلام دستگیر مولوی اسمٰعیل امریکن ڈوئی اسی طرح سے مرگئے ہین۔ تو کیا لوگون نے آپ کو سچا مان لیا ہے؟ بیشک اسی طرح اگر یہ (میرا) واقعہ بھی ہوگیا تو کیا نتیجہ؟!

(۴) آپ نے بڑی چالاکی یہ کی کہ دیکھا ان دنون طاعون کی شدت ہے۔ کہ مُردون کا اوٹھانا مشکل ہو رہا ہے ایسی حالت مین ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے۔ ایسے وقت مین طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن بن صباح کی دعا کی طرح ہے کہ اگر بن صید مرگیا۔ تو تمہاری چاندی ہے۔ اور اگر خود بدولت خسکم جہان پاک ہوگئے تو کوئی قبر پر لات مارنے آئیگا!!

(۵) تب یہ دعا کسی صورت مین فیصلہ کن نہین ہوسکتی کیونکہ مسلمان تو طاعونی موت کو شہادت

حدیث شریف کے ایک قسم کی شہادت جانتے
ہین پہر وہ کیون تمہاری دعا پر بہروسہ کرکے طاعون زدہ
کو کاذب جانین گے۔"

(۴) آپنے ایک چالاکی یہ کی کہ پہلے تو صرف طاعون یا ہیضہ سے
موت کی دعا کی مگر آخیر مین اگر یہ بہی کہدیا کہ یا کسی اور نہایت
سخت آفت مین جو موت کی برابر ہو مبتلا کر۔ اس تعمیم سے
آپ کی غرض وہی ہے۔ جو آتھم کے معاملہ مین آپ نے
ظاہر کی تہی۔"

(۵) آپ نے پہلے اپنے گذشتہ مضمون مندرجہ اہل حدیث
۱۹ اپریل کے فقرہ نمبر ۶ مین لکہا تہا۔ کہ خدا کے رسول بہی
رحیم و کریم ہوتے ہین۔ اور اُن کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی
ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مفسد ...
اب کیون آپ ...

(۶) یہ تحریر تمہاری مجہے ...
... کر سکتا ہے۔"

(۷) آپ اس دعوے مین (کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہین
ہوتی) قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہین۔ قرآن
تو کہتا ہے کہ بدکارون کو خدا کی طرف سے مہلت
ملتی ہے سنو! مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ

مُدًّا اور اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْا اِثْمًا اور وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ
وغیرہ آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہین

(۱۰) اور سنو! بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ
جنکے صاف یہی معنے ہین۔ کہ خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغاباز
مفسد اور نافرمان لوگون کو لمبی عمرین دیا کرتا ہے۔
تاکہ وہ اس مہلت مین اور بھی بڑے کام کرلین پھر تم
کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو کہ اپنے
لوگون کو بہت عمر نہین ملتی" ملخصاً اہلحدیث مورخہ
۲۶ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۳ تا ۴۔

یہ ہے وہ جواب دعوے جو امرتسری مستغاث علیہ نے درخواست
مستغیث پر پیش کیا۔ جس سے امور ذیل ثابت ہوتے ہین۔

(۱) مرزا صاحب علیہ السلام کی دعا ایک درخواست ہے
نہ کہ فیصلہ قطعی۔ تب ہی تو ثناء اللہ عذر کرتا ہے کہ میری
منظوری اوس کے متعلق کیون نہین لی۔ اگر یہی فیصلہ
الٰہی ہوتا تو ثنائی منظوری یا نامنظوری کو اس مین دخل ہی
کیا تھا۔

(۲) وہ خود کہتا ہے کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع
نہین کیا۔ بلکہ محض دعا کے طور پر ہے۔ اس سے بھی
ظاہر ہے کہ امرتسری اُس کو بھی فیصلہ الٰہی نہین قرار دیتا

(۳) وہ کہتا ہے کہ تمہاری یہ دعا کسی صورت میں
فیصلہ کن نہیں ہو سکتی" اگر فیصلہ آخری ہوتا تو پھر
اس کو ہی فیصلہ کن کہنا جہالت غیر ۱؎ نہیں تو اور کیا ہے
یہ محض ایک درخواست ہے بذریعہ دعا بغرض فیصلہ

(۴) وہ کہتا ہے کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں
اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے" اگر یہ
فیصلہ قطعی ہوتا تو اس کو ایک تحریر بتا کر نامنظور کرنے
کا حق ہی ملزم کو کب ہو سکتا ہے۔ منظوری نامنظوری
کا تو اسی وقت تک حق ہے۔ جب تک آخری فیصلہ
صادر نہ ہو۔

(۵) وہ اپنے جواب میں قانون الٰہی کی چند دفعات معارضہ
میں پیش کرکے کہتا ہے۔ کہ خدائی کتاب سے جھوٹے
مفسد۔ نافرمان کو مہلت دئے جانے اور لمبی عمر ملنے
کا ثبوت ملتا ہے۔

(۶) وہ طاعون سے مرجانے کو بموجب کتاب الرسول
ایک قسم کی شہادت قرار دیتا ہے۔ اور اسی
بنا پر مرزا صاحب علیہ السلام کی اس درخواست کو کہ
ثناء اللہ طاعون یا ہیضہ سے نابود ہووے۔ فیصلہ کن
نہیں مانتا۔

(۷) وہ مرزا صاحب کو اُن کے رحم وکرم کا واسطہ دیکر برکات
کی دعا سے روکتا ہے (یعنی رحم وکرم کی یاد دہانی کرکے
اپیل کرتا ہے۔)

(۸) وہ یہ بھی مانتا ہے کہ بعض دعائیں انبیاء کی بھی قبول
نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کی اپنے پسر
کے لئے دعا قبول نہیں ہوئی۔

(۹) وہ یہ بھی مانتا ہے۔ جیسا کہ آگے نقل ہوگا کہ صادق کا
مرجانا اور کاذب کا زندہ رہنا صادق کے کذب کی
دلیل نہیں کیونکہ مسیلمہ کذاب زندہ رہا۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اس نظیر سے
معلوم ہوا۔ کہ کاذب نہیں بلکہ کذاب بھی ہو تو اُس کے
سامنے صادق فوت ہو جاتا ہے۔ اور کذاب زندہ رہتا ہے
[illegible] کہ زندہ رکھا جاکر کوئی
[illegible] ہے۔ جس سے وہ
[illegible] نہیں ہوتا تو بھی نیک ظن موضوعہ
[illegible] کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ
[illegible] فیصلہ مرزا صاحب
[illegible] مضمون لکھا گیا۔ کہ
[illegible] گیا ہوں۔ اس لئے

دعا کرتا ہون کہ وہ میری زندگی ہی مین طاعون سے نہ
مرے تو مین جھوٹا۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ مین ہے"
ناظرین آجکل طاعون سے مرجانا کونسی بڑی بات
ہے۔ ہم یہ چاہتے ہین کہ کوئی ایسی نشانی دکھاؤ
جو ہم بھی دیکھکر عبرت حاصل کرین۔ مرگئے تو
کیا دیکھین گے کیا ہدایت پائینگے۔ آپ
خدا سے دعا کرین کہ کوئی ایسی علامت معہ
تاریخ مقرر کرے۔ جسے دیکھکر ہم بھی آپ کی ہدایت
سے مستفیض ہون" بلفظہ ثنائی مراسلہ مندرجہ وطن
صہ ۱۱ کالم دوم مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء

اندرونی خلش نے اس پر بھی آرام نہین سونے دیا۔ اور رات
دن موت کے منہ مین اپنے تیئن پاکر کسی سنگ زرد کے نام سے ایک
اشتہار "کرشن قادیانی کی نرالی چال" کے عنوان سے شائع
کیا جس مین لکھا کہ

یہ بات کرشن [illegible] کہتے ہین۔ ورنہ ان کی ارقام
کہ جھوٹا سچے سے پہلے مر جاتا ہے۔ [illegible]
انکا مذہب احمدی دیکھئے جتن کرشن جی نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر کیسا حملہ کیا ہے۔ اس
بیچارہ [illegible] معلوم نہین کہ آنحضرت کے زمانہ مین مسیلمہ

کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تہا (جیسا کہ عبدالحکیم مرتد نے مسیح موعود کے زمانہ میں احمدی) مدینہ طیبہ میں آنحضرت کے ساتہ گفتگو کرنے کو بہی آیا تہا اور اپنی جہوٹی نبوت کو آنحضرت کے سامنے پیش بہی کیا تہا۔ مگر اس کی زندگی میں آنحضرت فداہ روحی کا انتقال ہوا۔ اور وہ زندہ رہا بتلاؤ اب تمہارے خیال کے مطابق مسیلمہ کذاب جو آنحضرت کے بعد زندہ رہا سچا نبی ہوا۔ تو آنحضرت کیا ہوئے ؟" مشتہر حکیم محمد الدین امرتسری مطبوعہ اہل حدیث پریس۔ بلا تاریخ

ان جملہ جوابی تحریروں کے پڑہنے سے ایک فہیم اور سلیم بآسانی اس نتیجہ پر پہونچ جائے گا۔ کہ امرتسری خبیث کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا نے اس قدر مضطرب الحال اور مرعوب و خوف زدہ کر دیا۔ کہ بزدل نے بیحد ہاتہ پاؤں مارے کہ کسی طرح یہ موت کا پیالہ ٹل جائے۔ اگر اس کے دل کو ذرا ہی قرآن کریم اور خدائے عظیم پر یقین ہوتا تو تہی ایسی اضطراری حالت نہ دکہاتا۔ کیا قرآن کریم میں یہ وعدہ الٰہی نہیں ہے ؟ کہ

(۱) وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ۔ آل عمران۔ "تم نہ تو سست ہو اور نہ غمگین۔ اگر تم ایمانداری پر مضبوط رہو گے تو تم

ہی غالب ہوگے" تفسیر ثنائی جلد دوم ص ۱۰۱

(۲) وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۔ النساء

"دنیا میں بھی خدا ہرگز کافروں کو مومنوں پر غلبہ نہ دیگا بشرطیکہ مومن مومن ہوں نہ کہ دوسرے"

بلفظہ تفسیر ثنائی جلد دوم ص ۲۱

(۳) وَمَن يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُونَ ۔ مائدہ

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول اور ایمانداروں سے دوستی گانٹھتے ہیں وہ ہمیشہ ظفریاب ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کی جماعت ہیں۔ پس اللہ کی ہی جماعت غالب ہوا کرتی ہے" بلفظہ تفسیر ثنائی جلد سوم ص ۲۹

ان الٰہی وعدوں پر یقین رکھنے والا کس طرح ایک ایسے شخص کی بد دعا سے جسکی بابت معاذ اللہ وہ دعوے سے لکھتا ہے کہ

"میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ میں آپکو دل سے جھوٹا جانتا ہوں" اور کہ مرزا۔ بڑا کذاب۔ بڑا دجال۔ بڑا جھوٹا بڑا حیلہ باز بڑا مکار۔ بڑا فریبی۔ بڑا ابلہ فریب۔ بڑا مفتری علی اللہ غرض سب اوصاف قبیحہ

مین بڑا ہے" بلفظہ مرقع ثنائی بابت مارچ و اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۳۲ و ۱۶

اسقدر ڈر جاتا اور قبل از مرگ واویلا مچاتا۔ اور مارے ہراس کے ہر طرف چلاتا ہے؟ کیا مرت سری بار یہ جدید آریہ کو یہ بھی معلوم نہین۔ اور اُس کا اس پر ایمان نہین کہ؟

وَاللّٰہُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ ہی زندہ رکھتا ہے اور وہی مارتا ہی۔

تفسیر ثنائی جلد دوم صـ۱۱

بھلا ایسی بد دعا سے جس کے کرنے والا بھی معاذ اللہ مفتری علی اللہ ہے۔ اور دعا بھی وہ ایسے خدا سے مانگتا ہے جو ثناء اللہ کے ماننے ہوئے خدا سے گویا بالکل کمزور اور لاشے ہے۔ ایک مومن باللہ کو کیون خوف ہو جب کہ وہ یہ بھی جانتا ہے۔ کہ اللہ جس پر وہ افترا کر رہا ہے۔ وہ بھی اس کا دشمن ہے۔ وہ ثناء اللہ کو مرزا کے خدا سے ضرور بچا لیگا؟ لہٰذا مفتری کے مقابل مین تو سینہ سپر ہو کر یہ لکھنا چاہیے تھا کہ او مفتری علی اللہ ایک نہین تو ایسی ہزار بد دعائین کر اور میرے مار ڈالنے کیو اسطے اپنے خدا سے لاکھ بار عرض کر مجھے اُس کی پروا نہین۔ مین ایمان رکھتا ہون کہ تیری دعا یا بد دعا میرے خلاف کوئی اثر نہین کر سکتی۔ کیونکہ دعاؤن کے قبول کرنے والا اور الحی القیوم خدا تو تیرا دشمن ہے اور میرا

دوست وہ کب تیری دعا سنے گا بر خلاف اس کے رو بہ مکار نے
بحالت نزاع کہا تو یہ کہا کہ اے لوگو! سن لو مجھے اسطرح فیصلہ منظور نہیں
مجھ سے اس کی منظوری کیوں نہیں لی۔ اس فیصلہ کو کوئی دانا
منظور نہیں کریگا۔ طاعون سے مرجانا کون سی بڑی بات ہے۔ جھوٹے
تو زندہ رہا کرتے ہین سچے مرجاتے ہین۔ میرے لئے موت کی بددعا
کیوں کرتے ہو۔ حمد و کرم سے کام لو کوئی ایسا نشان دکھاؤ جس کو
مین بھی دیکھ لوں مرگیا تو کیا فائدہ ہوگا۔ میرے مرنے سے لوگون
کو کیا ہدایت ہوگی۔ مسیلمہ کذاب زندہ رہا تھا تو اس سے وہ صادق
نہین سمجھا گیا۔؟ وغیرہ وغیرہ من الہذیانات اس بزدل خائف
سے کوئی پوچھے کہ اگرچہ طاعون پنجاب مین زور پر تھی مگر او ظالم تو تو
بقول نا ایک خود اظلم کے مقابلہ مین تھا جس کا بقول بد باطن مالک الملک
محی و ممیت خدا بھی دشمن تھا وہ تجھے ایک کاذب کے مقابلہ مین
کیا طاعون سے نہ بچاتا جب کہ اس کا وعدہ بھی یہ ہے۔ وَكَانَ حَقًّا
عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔ یعنی ہم پر مومنون کی مدد کرنی بطور حق
واجب کے ہے۔ اور ہم اپنے رسولون اور مومنون کی مدد کیا کرتے
ہین۔ دنیا کی زندگی مین بھی اور مرنے کے بعد بھی قیامت کو۔ اور کون نہین
جانتا کہ مدد کی ضرورت ہمیشہ مخالف کے مقابلہ مین ہوتی ہے۔ کیا
یہی تنافی ایمان ہے۔ کہ ایک مفتری علی اللہ کے سامنے آنے سے

دم نکلتا ہے۔ بہرحال امرت سری دجال نے جس طرح اس سرخ موت کو محسوس کر کے اپنا پیچھا چھڑایا ہے وہ اس کی بزدلی کا کھلا اشتہار ہے۔ اب ہم پھر اصل کلام کی طرف آتے اور یہ دکھاتے ہیں۔ کہ اس جواب دعوے مدعاعلیہ کے گذرنے پر جج نے کیا حکم صادر فرمایا۔

ناظرین! چونکہ فریقین کے بیانات عدالت آسمانی میں پیش ہو چکے ہیں اور رب العزۃ کے حضور دونوں تحریریں پہنچ گئی ہیں۔ تو لازمی طور پر الٰہی فیصلہ صادر ہونے کا وقت آگیا ہے۔ الا قبل سنانے فیصلہ کے اس جگہ ایک ضروری سوال کا حل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ جس کے حل ہو جانے پر خدائی فیصلہ سمجھنا آسان تر ہوگا اور وہ

سوال یہ ہے

کہ الٰہی فیصلہ مستغیث یعنی مرزا صاحب علیہ السلام کے مجوزہ طریق پر ہونا چاہیے۔ یا مستغاث علیہ یعنی ثناء اللہ کے جس کو اس نے خدائی کتاب کی دفعات پر مبنی کیا ہے۔؟

یہ سوال امور مندرجہ ذیل کو سمجھنے پر بآسانی خود بخود حل ہو جاتا ہے

کہ آیا اس مقدمہ مین

(۱) مرزا صاحب علیہ السلام کی مسیحیت کا صدق و کذب ہی متنازعہ فیہ ہے یا کچہ اور بہی ؟

(۲) اور اس صدق کا اظہار مدعی یعنی مرزا صاحب کس فریق پر کرانا چاہتے ہین آیا مصدقین یا مکذبین پر جو آپکو معاذ اللہ کاذب اور مکار و کاذب وغیرہ وغیرہ سخت الفاظ سے یاد کرکے علیحدگی اختیار کئے ہوئے ہین ۔ ؟

(۳) کیا عدالت کیلئے بہتر طریق فیصلہ کا نہین ہے کہ مدعی کا دعوی مسلمات مدعا علیہ سے ثابت کرکے فیصلہ دے اور مدعا علیہ کا دعوی مسلمات مدعی سے تاکہ پہر کسی فریق کو اپیل یا نظر ثانی کی گنجائش اور بیہودہ قیل و قال کا موقع ہی نہ رہے ۔ اور وہ ہو بہی سچا فیصلہ ؟

سنئے امر اول کا مسلہ جواب یہ ہے کہ مقدمہ متدائرہ مین حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا صرف دعوی مسیحائی ہی متنازعہ فیہ ہے جس کا ثبوت خود درخواست مدعی مین بالفاظ درج ہے کہ

مولوی ثناء اللہ صاحب ! آپ میری نسبت شہرت دیتے ہین ۔ کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے ۔ اور یہ شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے

بلفظہ اشتہار ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء

اور ثناء اللہ بھی اپنی مرقع سنہ ۱۹۰۷ء نمبر مین تسلیم کرتا ہے کہ

"ہمارا آپ سے اس لئے ناخوش ہین کہ آپ خود مہدی اور مسیح بنتے ہین" بلفظہ صفحہ ۱۰

پس یہ امر تو طے ہوگیا کہ مرزا صاحب علیہ السلام کا دعوی ہی متنازعہ فیہ ہے۔ اب امر دوم کو جواب صحیح یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعوے کا اظہار اوسی فریق پر بذریعہ اس مقدمہ کے کرانا چاہتے ہین جو آپ کو صادق نہین مانتا اور اون پر ہی اتمام حجت مطلوب ہے نہ کہ اپنی جماعت پر جو کہ پہلے ہی آپ کو صادق مانے ہوے ہین اس کا ثبوت جو ثناء اللہ کا مسلمہ ہے یہ ہے کہ

(الف) "میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر مین مر گیا۔ تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے" بلفظہ اہلحدیث ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۵

(ب) حضرت مرزا صاحب علیہ السلام بھی اپنی درخواست مین ثناء اللہ کو مخاطب کرکے فرماتے ہین کہ "آپ بہت سے افترا کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہین" بلفظہ الشریف اشتہار ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء

اقتباسات بالا سے یہ بھی طے ہوگیا کہ حضرت اقدس اون لوگون پر اتمام حجت چاہتے ہین۔ جو آپ کو صادق نہین مانتے نہ کہ اپنی جماعت پر

رہا تیسرا امر کہ عدالت کیلئے بہتر طریق فیصلہ کون سا ہے؟

اس کا جواب جس کو عقل ہی تسلیم کرلے۔ یہ ہے کہ جس مدعی کا دعویٰ
بربنا روا قعات صحیحہ ونیز مسلمات مدعاعلیہ سے ثابت ہو جائے۔ وہ
بہت ہی عمدہ اور لاجواب طریق بحق مدعی ڈگری دینے کا ہوتا ہے
جس سے مدعاعلیہ کو ہر فرار کی گنجائش نہیں رہتی۔ بس ان تینوں
امور کے سمجھ جانے سے سوال اول جو قابل حل تھا خود بخود حل ہو
جاتا ہے کہ

الٰہی فیصلہ اگر بحق مدعی صادر کیا جائے تو مسلمات
مدعاعلیہ سے ہونا بہتر ہے۔ اور اگر بحق مدعاعلیہ صادر ہو تو مسلمات
مدعی سے بہتر ہوگا۔

اب ہم الٰہی فیصلہ سناتے ہیں۔ کہ وہ کس کے حق میں اور کس بنا پر صادر
ہوا۔ اس کے لئے دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تو مرزا صاحب علیہ السلام
کے مجوزہ طریق پر صادر ہو یا امرتسری نافرجام کے؟ یعنی اگر
مرزا صاحب کے حق میں ڈگری دیجائے تو فریق ثانی پر اس کا اتمام حجت
ہونا ثابت ہوتا ہو۔ تب درست ہوگا۔ ورنہ فعل عبث اور اگر ثناء اللہ
کے حق میں فیصلہ کیا جائے۔ تو مرزا صاحب اور آپکی جماعت پر وہ
اتمام حجت ثابت ہو سکے ورنہ بے سود چنانچہ

فیصلہ الٰہی

یہ صادر ہوتا ہے کہ جس کی تمنا مدعی نے اپنی درخواست میں

حسب ذیل الفاظ میں کی تھی کہ

"اے میرے آقا جو تیری نگاہ میں حقیقت
میں مفسد اور کذاب ہے اُس کو صادق کی زندگی میں
ہی دنیا سے اوٹھا لے" بلفظہ اشتہار ۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء

اِس خواہش اور استدعا کے خلاف ہی یعنی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اِس درخواست پر تیرہ ماہ گذرنے کے بعد واقعہ ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو انتقال فرما جاتے ہیں۔ اور امرت سری زندہ رہتا ہے جس پر امرت سری بزعم خوش ہو کر لکھتا ہے کہ

"مرزا صاحب نے میرے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ جو شخص ہم دونوں (مرزا اور خاکسار) میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مر جاوے گا چنانچہ مرزا صاحب میری زندگی میں خود مر گئے۔ اور اپنے آپکو جھوٹا اور مجھے سچا ظاہر کر گئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار"

بلفظہ ضمیمہ مرقع قادیانی بابت جون سنہ ۱۹۰۸ء اشتہار مرزا صاحب قادیانی کا انتقال

مگر امرت سری کے اِس استدلال اور بیہودہ مقال کو تمام احمدی قوم غلط قرار دیتی ہے۔ اور بڑے زور کے ساتھ بدلائل قطعی ثابت کرتی ہے کہ امرت سری کا زندہ رہنا حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ یہ فیصلہ حضرت اقدس کی درخواست

دعائیہ پر بعد گذرنے جواب دعوے امرتسری کے ملزم کے مسلمہ اصول پر اور اُس کا منہ مانگا صادر ہوا ہے۔ جس کی مفصل دلیلیں اور وجوہات انشاء اللہ ملزم کے بیانات کو نقل کرکے ہم دینگے اس جگہ صرف اسیقدر بتلادینا کافی ہے۔ کہ چونکہ امرتسری نے اپنی زندگی مین نشان الہی دیکھنا اور کاذب کا صادق کے بعد زندہ رہنا اور حضرت اقدس کے عرضی دعوے سے انکار بلیغ کرکے اُس کو مشتبہ کردینا۔ اور طاعونی موت کو شہادت سے تعبیر کرکے اظہار صدق مین اشتباہ پیدا کرنا۔ اور مسیلمہ کذاب کی حیات بعد از وفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نظیراً پیش کرنا وغیرہ وغیرہ کے علاوہ قرآنی آیات سے مہلت کاذب کا ثبوت دے کر چاہا تھا۔ کہ ویسا فیصلہ صادر ہو جو خود اُس پر اور اُس کے ہمخیالون پر حجت ہو اس لئے اُسیکے مسلمہ طریق کے مطابق یہ الہی فیصلہ صادر ہوا۔ اور جس طریق فیصلہ سے کہ امرتسری خناس حضرت اقدس علیہ السلام کے مقابلہ مین اور آپ کی حیات مین متواتر انکار کرتا رہا ہے بعد وفات حضور از سپنے اقوال پیش کردہ اور انکار متواترہ سے روگردان ہو کر ابکیا حق اُس کو حاصل ہے۔ کہ وہ وفات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی صداقت کی دلیل گردانے کیا عدالت کی روبرو کے اُس کا ۲۰ اپریل ۱۹۱۰ء والا جواب دعوے جو بدین الفاظ اُس نے داخل کیا ہے کہ دو تمہاری یا عاجی صورت مین فیصلہ کن

نہین ہوسکتی" اور " یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہین اور نہ
کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے") پیش نہین ہوا؟
کیا اس مین جس عدالت کے حضور یہ مقدمہ ہے۔ اسی عدالت کی
فرمودہ قانون کی دفعات جن مین مفسد اور جھوٹے دغابازون کو لمبی
عمرین ملنے اور مہلت دیئے جانے کا ثبوت تھا اس نے درج نہین
کین؟ کیا اُس نے اپنے جواب دعوے مین یہ نہین لکھا۔ کہ قبل
ازین نقوری۔ علیگڈہی۔ امریکن ڈوئی کے مرنے سے جب کہ لوگ نے
آپ کی صداقت کو نہین مانا تو بیشک اسیطرح اگر مین بھی مرگیا۔ تو بھی
نتیجہ نہوگا۔ کہ کوئی آپ کو سچا نہ مانے گا"؟ کیا اُس نے یہ نہین
لکھا کہ مسلمان تو طاعونی موت کو شہادت جانتے ہین۔ پھر وہ
کیون تمہاری دعا پر بھروسہ کر کے (نعوذ باللہ) طاعون زدہ کو کاذب
جانین گے؟ پس باوجود ان اقرارون کے جسوقت فیصلہ الہی صدق
وکذب مین فرق کرنے والا صادر ہوتا ہے۔ اور فریق مکذب مثل مسیلمہ
کذاب یا مفسدون دجالون کے بر بنا ارشادات خدائی مندرجہ جواب
دعوی کہ مَن کَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا اور وَیَمُدُّهُمْ
فِی طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔ ضلالت اور طغیان مین چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور
مہلت پاتا ہے۔ تو یہ بیان کہ جس دعا کو کہتا تھا کہ "وہ کسی صورت
مین فیصلہ کن نہین ہوسکتی" اور جس کو کہتا تھا کہ "نہ کوئی دانا اسکو منظور
نہین کر سکتا۔ اسی قسم و زبان سے اسی دعا کو فیصلہ کن بھی کہنے

لگتا ہے۔ اور اُسی تحریر کو جسے کوئی دانا قبول کرتا۔ بیشرمی سے خود نادان بن کر منظور کرے بیٹھتا ہے۔ آج جب فیصلہ الٰہی اُس کی روسیاہی کر چکا۔ تو کس حق سے وہ خدائی قانون کی جس کو وہ تسلیم کئے ہوئے تھا۔ خلاف ورزی کرتا۔ اور مسیلمہ کی مماثلت سے ناحق چھپتا ہے۔

یہانتک تو ہم نے صحیح واقعات کی بنا پر فیصلہ الٰہی کا بحق مرزا صاحب صادر ہونا۔ اور ثناء اللہ کا اِس فیصلہ کی رو سے مفسد اور کاذب ہونا ثابت کیا ہے۔ اور ثنائی ہذیانات کا ہنوز ذکر نہیں کیا۔ آگے چلکر ہم انشاء اللہ امرت سری مخبوط الحواس کے تمام خبط مع اس کے معاون و حامیوں کے اعتراضات اور دلائل کے نقل کر کے دکھلاتے ہیں۔ کہ اُن بیجا عذرات اور مذبوحی حرکات اور لغو بیانات ثنائی وغیرہ پر ہی نظر کرنے سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ حضرت اقدس بروے اپنی درخواست دعائیہ کے صادق ہیں اور ثناء اللہ کاذب ہے۔ اور حضور علیہ السلام کی وفات ثناء اللہ کے کذب پر واضح اور بین دلیل ہے۔ اور امرت سری کا زندہ رہنا اُس کی موت سے بدتر۔ ناظرین اب ذرا آپ ثنائی دلیلوں اور اس کے معاون کی بیجا حمایت کو متوجہ ہو کر ملاحظہ فرماویں۔ ہم ثنائی اعتراض یا قول کو "شغال امرت سری" اور اپنے جواب کو "شیر اسلام" کی سرخی سے لکھیں گے۔ کیونکہ شیر اسلام کا مماثل ہیں نامی

امرت سری ردہاو کے مقابلہ کیلئے ہی مصلحت الٰہی نے غیر احمدیون کی دلوایا ہے جسکو ہم بطور تحدیث بالنعمت کے نہ کہ تفاخرانہ نقل کرتے ہین اور خدا ہماری اس نیت پر شاہد ہے اور امرت سری کے کسی حمایتی کا قول "برادر شغال" لکہکر جواب دینگے اب دعا کرتا ہون کہ اے آدم و ابراہیم کے خدا اور موسی و عیسی کے رب اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کرنیوالے اور پہر مسیح موعود اور مہدی مسعود کے بہیجنے والے اس جہاد علمی و قلمی مین مجہہ ناتوان بے علم کمزور بے بضاعت عاصی پر معاصی حقیر فقیر ذلیل خاکسار بیمقدار عاجز قاسم کی روح القدس سے تائید فرما نہ اس لئے کہ مین اپنی عزت چاہتا ہون بلکہ اس لئے کہ تیری مامور مرسل امام الزمان مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات پر یہودی صفت علماء جو جہوٹے بہتان اور الزام لگاتے ہین انکو دفع کر کے دشمنون پر اتمام حجت کر سکون۔ میری روح تیری جانب ہی دوڑتی ہے۔ اور تجہہ سے ہی استعانت چاہتی ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ مجہے یقین ہے کہ تو نے میری دعا سن لی اور میری نصرت فرمائے گا۔ آمین یا رب العالمین۔ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطأنا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین آمین۔

رسالہ احمدی جلد دوم نمبر ۵ بابت ماہ اپریل و مئی ۱۹۱۲

مکائد ثنائی و فیصلہ خدائی

ناظرین! اوپر ہم نے بدلائل واضحہ و واقعات صحیحہ بخوبی ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی درخواست دعائیہ پر جو فیصلہ الٰہی صادر ہوا۔ وہ ثنائی روسیاہی کا کافی سے زیادہ بیّن ثبوت اور مدعی کی صداقت پر روشن دلیل ہے۔ لیکن ثنائی مکائد کا چونکہ کھول کر بیان نہیں کیا۔ اس لئے شاید کسی کے دل میں یہ ارمان ہو کہ فریق مغلوب کے عذرات اور اعتراضات کے بغیر یکطرفہ دلائل سے اپنا مدعا ثابت کر دکھلایا ہے۔ تاوقتیکہ جانبین کے سوال و جواب ظاہر نہوں۔ مسل مقدمہ مکمل نہیں ہو گی اگرچہ گذشتہ تحریر میں بیانات فریقین تو درج ہیں۔ اور اُن سے جو نتیجہ عند العقل والعلم نکلنا ضروری تھا۔ وہ نکل آیا ہے۔ الا اس فیصلہ پر ثنائی مکائد جسقدر ہو چکے ہیں۔ وہ بھی اگر سب کے کھول کر ظاہر کر دیئے جاویں۔ تو پھر ثنائی روسیاہی پوری پوری ہو جاوے گی۔ بنا بریں ہم شغال امرتسری اور اس کے معاونین برادران شغال کے تمام کید و مکر عذر و حیلے نقل کر کے دوبارہ پایۂ ثبوت کو پہنچا دیتے

ہیں کہ نتیجہ پر بھی وہی رہتا ہے جو مضمون بالا میں ہے۔

سنئیے! جس وقت حضرت اقدس علیہ السلام نے عدالت آسمانی میں اپنی درخواست بغرض فیصلہ پیش کر کے نقل درخواست براسلے تحریر جواب دعوی امرتسری ملزم کے پاس بھیجی تو اس نے بڑے زور کے ساتھ درخواست مذکور کی تردید اور مجوزہ طریق فیصلہ سے روگردانی کرتے ہوئے یہ استدعا کی تھی کہ

"**کوئی ایسی نشانی دکھاؤ جو ہم بھی دیکھکر عبرت حاصل کریں مر گئے تو کیا دیکھیں گے**" مراسلہ ثنائی مندرجہ وطن ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صلا

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مجوزہ طریق فیصلہ کے متعلق یہ عذر کئے تھے کہ

(۱) **اگر میں مر گیا تو میرے مرنیسے اور لوگوں پر کیا حجت ہو سکتی ہے** (جبکہ بقول آپ کے مقعودی علیگڈہی اور امریکن ڈوئی اسی طرح سے مر گئے ہیں تو کیا لوگوں نے آپ کو سچا مان لیا؟ بیشک اسی طرح اگر (میرا) یہ واقعہ بھی ہو گیا تو کیا نتیجہ!

(۲) مسلمان تو طاعونی موت کو بموجب حدیث شریف کی ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں پھر وہ کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ کرکے (مجھ) طاعون زدہ کو کاذب جانینگے

(۴) آپ اس دعوے مین ذکر مفسد اور کذاب کی بہت
عمر نہین ہوتی) قرآن شریف (قانون الہی) کے صریح
خلاف کہہ رہے ہین قرآن تو کہتا ہے کہ بدکار کو
خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے"

اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۵ و ۹

ان عذرات کو سنکر جب پابندی دفعات قانون الہی جو پیش کردہ
اور مسلمہ ثنائی تھین جج نے مسلمات ملزم سے مستغیث کے حق
مین یہ فیصلہ صادر کیا۔ کہ مفسد کو مہلت دیکر مصلح کو اپنے پاس
بلالیا تو پھر منحوس پارٹی نے تمام مسلمات کو پس پشت ڈال کر عجیب
عجیب مکر وزور کے ساتھ قانون الہی اور فیصلہ خدائی سے انکار کرنا
شروع کر دیا۔ چنانچہ ہم اُن سب مکائد کو نقل کرکے ہر ایک کی پردہ
دری بفضل و تائید الہی کرکے ثنائی روسیاہی کا جدید ثبوت دیتے ہین

بیانات حق گو۔ بجواب ثناء اللہ ایڈیٹر کو

کید اول۔ مرزا صاحب نے میرے مرنے کی پیش گوئی کی تھی
مثال مرتے مری۔ مرزا صاحب نے میرے متعلق پیش گوئی کی
تھی کہ جو شخص ہم دو نو مین سے جھوٹا ہے۔ وہ سچے کی زندگی مین مرجائیگا"
اشتہار مرزا صاحب ثنائی کا انتقال ضمیمہ مرقع ۳ جون ۱۹۰۸ء

شیر اسلام - یہ تم نے جھوٹ بولا ہے۔ اس لئے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید پر تمہارا ایمان نہیں۔ بھلا بتلاؤ تو کہ کس مرزا صاحب نے تمہارے مرنیکے متعلق پیش گوئی کی تھی؟

شغال امرتسری - ۱۵ اپریل کے اشتہار میں لکھا ہے کہ "اگر ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالی کی طرف سے نہیں۔ دیکھو یہ پیش گوئی نہیں تو کیا ہے۔؟

شیر اسلام - اس کے آگے جو جملہ اشتہار مذکور میں درج ہے اس سے تمہاری تکذیب ببرہن ہوتی ہے اس کو تو پڑھو؟

شغال - اس عبارت سے آگے تو یہ لکہا ہے کہ" یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ بلفظہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

شیر اسلام - پھر تم نے اس کو پیش گوئی کہہ کر جھوٹ کی نجاست کیوں منہ مارا۔؟

شغال - اس کو میں پیش گوئی اس بنا پر کہتا ہوں کہ ۲۵ اپریل کے بدر میں جو دجال اکبر کی ڈائری چھپی تھی اس میں صاف لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ کے سبق جو کچھ کیا گیا ہے۔ اس کی بنیاد خدا ہی کی طرف سے ہے ہم (مرزا) نے اس کی طرف خیال کیا تو الہام ہوا۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان جس کا مطلب صاف تہا کہ خدا نے مرزا کی

دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس الہام کو ملا کر دیکھو تو پیشگوئی
ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرے گا" ملاحظہ اہل حدیث ۱۳ جولائی
سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲ کالم ۲

اشتہار۔ بدر ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء میں مرزا کہتا ہے "ثناء اللہ کے
میں جو کچھ لکھا گیا ہے در اصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا
طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

ناظرین عبارت مذکورہ کو دیکھ کر خود فیصلہ کر سکتے ہیں
مرزا کی یہ دعا پیشگوئی ہے یا نہیں جب خدا نے اس کو قبول
کرنے کا الہام کیا۔ تو پیش گوئی اور کیا ہو گی" ملاحظہ مراسلہ مولوی
ت اللہ خان شاہجہان پوری مندرجہ اہل حدیث مورخہ
اگست سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۹ کالم ۲

ی اشتہار۔ بدر ۲۵ اپریل میں مرزا صاحب کا جو قول درج ہے
تین باتوں کا صاف ثبوت ہے۔ (۱) آخری فیصلہ دعا ہے
(۲) دعا کے وقت تو الہام یا وحی نہیں ہوئی تھی مگر دعا کے بعد
معلوم ہوا کہ یہ دعا وحی کے مطابق ہے۔ اب اس کو پیشگوئی
کہنا صحیح ہے۔ (۳) اس دعا کے قبول کرنے کا خدا نے وعدہ
کیا ہے" رسالہ دعاء مرزا مصنفہ شیخ فرید الحسن مولوی منگیری سنہ ۱۲ء
شیرلام۔ معزز ناظرین! اشتہار اور بدر اور اشتہار کا استدلال
آپ نے ملاحظہ فرما لیا جس کی بنا پر فریق مغلوب نے حضور

و نیز مسیح موعود علیہ السلام کی درخواست دعائیہ کو پیش گوئی قرار
دیا ہے۔ اسی ناز خانی پر جو تار عنکبوت سے بھی زیادہ ضعیف اور
ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" والی مثل کی پوری مصداق ہے۔ فریق
مغلوب کی ساری عمارت قائم ہے۔ اور یہی ایک دلیل گل سرسبد
کی طرح ثنائی پارٹی کے پاس ہے۔ اس استدلال کے باطل
کرنے سے نہ صرف ثنائی عمارت ہی گر جائے گی۔ بلکہ ثنائی اینڈ کو
کا بھی اس کے گرنے سے نیچے دب کر کچومر نکل جاویگا۔ سنو
دجالی پارٹی کے ممبرو! خواہ تم حنفی ہو یا وہابی۔ مگر چونکہ تم نے
ایک کذاب کا ساتھ دیا ہے۔ اس لئے تمہاری حنفیت تو معلوم
البتہ یہودیت مفہوم۔ تمہارے استدلال کا مدار اس پر ہے
کہ بدر مورخہ ۲۵ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء میں جو ڈائری حضور مسیح موعود
علیہ السلام کی شائع ہوئی ہے۔ اُس میں اشتہار مورخہ ۱۵
اپریل سنہ ۱۹۰۷ء والی دعا کا بحکم الٰہی کرنا ثابت اور اوس دعا کی قبولیت
کا بذریعہ الہام وعدہ الٰہی ہونا متحقق ہو چکا ہے۔ لہذا یہ دعا مخترع ما

نہ ایک شخص ساکن بنگر نے بجواب ثنائی چکر رسالہ عامرزا لکھ کر شائع کیا ہے۔ اور
بنام شیخ فرید الحسن حنفی کرکے لکھا ہے لیکن شیخ صاحب کو شاید یہ معلوم نہیں کہ ثنا
پیر و مرشد سری اہل حدیث حنفی شافعی وغیرہ نسبتوں کو داغ غلامی سمجھتا ہے۔ دیکھو
اہلحدیث ۲۸ اپریل سنہ ۱۲ء صفحہ ۹ کالم اول سطر ۲ جہاں وہ لکھا کرتے ہیں اور میرے ساتھ
جماعت اہلحدیث حنفی شافعی وغیرہ نسبتوں کو داغ غلامی سے کم نہیں سمجھتے

ین ہی بلکہ پیش گوئی ہو گئی!

ہمارا جواب

اس کے متعلق جو خدا نے ہمیں بڑی دعاؤں کے بعد بتایا ہے۔ اور جس کو روح القدس سے تائید پا کر ہم لکھتے ہیں (انشاء اللہ ایسا ہی جیسے سنکر تم سرورنہ ہو جاؤ تو ہمارا ذمہ) اور جس سے کہ فجعلنا عالیھا سافلھا وامطرنا علیھم حجارۃ من سجیل خدا نے تمہاری بستی اور عمارتوں کی اوپر کی طرف نیچے کر دی اور تم پر ایسے پتھر سنگ خارا کے برسائے کہ سب کے سب ہلاک کر دئے یہ ہے کہ استدلال مذکور جس پر تمہاری نیو (بنیاد) قائم ہے بوجوہات ذیل (جس کی تردید تمہارے اگلے اور پچھلے اور چھوٹے اور بڑے بھی مل کر (ولو کان بعضھم لبعض ظہیرا نہیں کر سکتے) باطل اور لچر ہے۔

سنو اور سر دھنو

(۱) ۲۵ر اپریل ۱۹۰۸ء کے بعد میں جو ڈائری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شائع ہوئی ہے وہ ۱۵ اپریل والے اشتہار سے بعد کی نہیں ہے جیسی کہ تم سمجھتے ہو بلکہ پہلے کی ہے۔

(۲) اجیب دعوۃ الداع کا الہام اشتہار مورخہ ۱۵ر اپریل ۱۹۰۸ء کے متعلق نہیں ہے۔

(۳) الہام میں ایک لفظ ہی ایسا نہیں جو کسی دعا کے قبول ہو چکنے پر نص صریح ہو کہ جس کی بنا پر کسی دعا کو پیش گوئی قرار دیا جا سکے۔

اب ان ہر سہ امور کا ثبوت سنئے جو واقعات صحیحہ سے ثابت شدہ ہے۔ جس سے کسی سلیم العقل کو انکار کی گنجائش نہ ہو سکے

امر اول کا ثبوت۔ کہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء بدر میں جو ڈائری چھپی ہے وہ آخری فیصلہ والے اشتہار سے پہلے کی ہے۔ نہ کہ بعد کی یعنی یہ کہ ڈائری مذکورہ ۲۵ اپریل کی نہیں بلکہ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء قبل عصر کی ہے دیکھو بدر مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۷ کالم اول جہاں سے ڈائری شروع ہوتی ہے۔ اول سرخی محبت قرآن ہے جس کے نیچے ۱۰ اپریل کی تقریر درج ہے اور وقت بلا کی سرخی تک ۱۰ اپریل کی ہی تقریریں شائع ہوئی ہیں۔ کالم دوم صفحہ مذکور میں پہلی سرخی طاعون ہے۔ جس کے ذیل میں ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء قبل عصر کے وہ تقریریں درج ہیں۔ جو ابوسعید صاحب عرب کو مخاطب کر کے فرمائی گئی تھیں۔ انہیں تقریروں میں دوسری تقریر ثناء اللہ کے نام سے درج ہوئی ہے۔ اور تیسری تقریر یعنی خدا کی دی ہوئی تسلی کی زیر سرخی تک ابوسعید صاحب عرب سے خطاب رہا ہے اخبار مذکور کے صفحہ ۸ کالم اول پر تقریر درج ہے جو حضور پر نور علیہ السلام نے ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کی سیر میں فرمائی اور صفحہ ۹ کے اخیر کالم تک وہ چلی گئی ہے یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ بدر میں

جو ڈائری حضور کی شائع ہوتی تھی۔ وہ اُسی تاریخ کی نہین ہوتی جس تاریخ کا اخبار ہوتا ہے۔ بلکہ جب جب وہ ڈائری ایڈیٹر کو ملتی یا جس قدر اخبار مین گنجائش ہوتی تب تب ہی اور اُسی قدر وہ شائع ہوجاتی تہی۔ اور ایسی ڈائری کیلئے یہ التزام ہی نہین رکہا جاتا تہا کہ مسلسل تاریخوار ہی درج اخبار ہو۔ بلکہ بلا لحاظ تسلسل تاریخ درج کی جاتی تہی۔ البتہ اس کے شروع مین تاریخ لکہہ دی جاتی تہی جس سے معلوم ہوسکے۔ کہ یہ تقریر فلان تاریخ کی ہے۔ دیکہو ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر مین کوئی ڈائری نہین۔ اگر ۲۵ اپریل والی ڈائری ۱۵ اپریل والے اشتہار آخری فیصلہ کے متعلق ہوتی تو اوسی اخبار ۱۸ اپریل والے مین جب کہ ۱۵ اپریل والا اشتہار نقل کیا تہا۔ وہ بہی درج کر دی جاتی مگر ایسا نہین ہوا۔ اس لئے کہ اس اشتہار کے متعلق نہ وہ الہام تہا نہ وہ تقریر اور ۲۵ اپریل کے اخبار بدر مین ایک ڈائری تو صفحہ ۴ کالم دوم پر درج ہے۔ جو ۱۲ اپریل کی سیر والی ہے دوسری ڈائری بہی ہے جس مین ثناء اللہ کا ذکر ہے۔ یہ صفحہ ۷ پر ہے اور ۱۴ اپریل قبل عصر کی ہے۔ جس کے شروع مین ۱۰ اپریل کی ڈائری اور بیچ مین ۱۴ اپریل کی اور آخیر مین ۱۱ اپریل کی ہے۔ آگے ۲ مئی ۱۹۰۷ء کے بدر مین صفحہ ۲ پر ۲۸ اپریل کی ڈائری درج ہے۔ پہر ۹ مئی ۱۹۰۷ء کے بدر مین صفحہ ۴ کالم اول پر ۲۵ اپریل والی ڈائری درج کرنے کے بعد پہر ۱۰ اپریل کی اور ۱۴ اپریل کی تقریر مین درج کر کے صفحہ

د کالم ۲ پر ۲۰ مارچ کی اس کے بعد اسی کالم پر ۲۲ اپریل ۱۹۰۷ء
کی ڈائری درج ہے۔ اس سے خوب ظاہر ہو گیا کہ ڈائری کا مندرج
اخبار مین نہ تو تسلسل کیا جاتا تھا نہ بلحاظ تاریخون کے بلکہ مختلف تاریخون
کی تقریرین مختلف تاریخون کے اخبارون مین درج کر دی جاتی تھین
معہ تاریخ تقریر کہ یہ فلان تاریخ کو فرمایا۔ پس یہ امر صاف ہو گیا کہ ۲۵
اپریل والی تقریر ۱۵ اپریل والے اشتہار سے پہلے کی ہے
جس کا تعلق آخری فیصلہ والے اشتہار سے ہرگز نہین۔

امر دوم کا ثبوت کہ یہ الہام اس دعا کے بارے مین نہین ہوا ہے
الہام مذکور اس شب کو ہوا ہے جو ۱۳ اور ۱۴ اپریل کے درمیان
تھی یعنی جس کی صبح کو ۱۴ اپریل تھی اور ۱۸ اپریل کے بدر اور ۱۷ اپریل
۱۹۰۷ء کے الحکم مین دیگر الہامات کے ساتھ شائع ہو چکا ہے۔
اور دعا مذکورہ ۱۵ اپریل کو کی گئی ہے جس سے مونگیری حنفی کی
وہ دلیل بھی ہباءً منثورا ہو جاتی ہے۔ جو اس نے رسالہ دعا مرزا مین
بڑی جانفشانی سے بالفاظ ذیل بیان کی تھی جس کو بلفظہ ہم اوپر نقل
کر آئے ہین کہ

"دعا کے وقت تو الہام یا وحی نہین ہوئی تھی مگر دعا
کے بعد معلوم ہوا کہ یہ دعا وحی کے مطابق ہے"

مولوی بقائی جو اس ان واقعات کی تردید کر کے دکھلا دے تو
جانین وہ خوب آنکھین بہا کر الحکم ۱۷ اپریل اور ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء

کا ملاحظہ کرے۔ جس میں اُس الہام کا ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار سے پہلے ۱۳۔ ۱۴ اپریل کی درمیانی شب میں ہونا درج ہے اور اشتہار مذکور ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو لکھا گیا ہے۔ ہماری تقریر سے یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا۔ کہ اس دعا سے دو یوم قبل ۱۳ اپریل کی شب کو یہ الہام ہوا تھا۔ جس کا ذکر ۱۴ اپریل کو بوقت عصر ابوسعید عرب سے کیا گیا۔ اور ۱۴ اپریل کے وقت عصر تک نہ آخری فیصلہ والا اشتہار لکھا گیا تھا۔ نہ کوئی دعا ثناء اللہ کے ساتھ فیصلہ کے لئے مانگی تھی۔ نہ کسی مانگی گئی یا مانگی جانے والی دعا کا اُس میں ذکر ہو۔

دوسری دلیل کہ یہ الہام اس دعا کے متعلق نہ تھا۔ خود ۱۵ اپریل والے اشتہار سے ہی ثابت ہے۔ اور وہ اس طرح کہ الہام مذکور تو ۱۳۔ ۱۴ اپریل کی درمیانی شب میں ہوا۔ اور ۱۴ اپریل کو بوقت عصر اُس کا ذکر فرمایا۔ اور ۱۴ اپریل کو اس الہام کا ہونا بدر و الحکم میں مع ترجمہ درج ہو چکا۔ اور دعا فیصلہ ۱۵ اپریل کو مانگی گئی ہے۔ پس اگر یہ الہام اسی دعا کے متعلق ہوتا اور اس کے یہی معنے ہوتے کہ ۱۵ اپریل والی دعا قبول ہو گئی ہے جس کی بنا پر اسے پیش گوئی کہا جاتا ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب اشتہار دعائیہ میں یہ کیوں فرماتے کہ

"یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے"

یہ زبردست دلیل ہے کہ ۱۴ اپریل والا الہام مذکور اس دعا کے متعلق نہیں تہا۔

تیسری دلیل اس الہام کے آخری فیصلہ والے اشتہار سے متعلق نہ ہونے کی خود ڈائری مذکور کے مندرجہ ذیل الفاظ مین ہی موجود ہو کہ

ثناء اللہ کے متعلق جو کچہہ لکہا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہین ہے۔ بلکہ خدا کی طرف سے اُس کی بنیاد رکہی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی۔ اور رات کو توجہ اُس کی طرف تہی اور رات کو (جو ۱۳ و ۱۴ اپریل کی درمیانی رات ہے) الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع بلفظہ بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء

الفاظ زیر خط قابل توجہ ہین جن سے یہ صاف عیان ہے کہ اس تقریر فرمانے سے پیشتر ثناء اللہ کے متعلق کچہہ لکہا جا چکا ہے۔ جس کی بابت ارشاد ہے۔ کہ خدا کی طرف سے اس کی بنیاد رکہی گئی ہے۔ اور یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ تقریر مذکور ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء وقت عصر کی ہے۔ جس وقت تک کہ ۱۵ اپریل والا اشتہار لکہا ہی نہین گیا تہا۔ وہ تقریر مذکور سے ایک روز بعد لکہا گیا ہے۔ اور اس صورت مین ایسی تحریر کے متعلق جو کہ ہنوز لکہی ہی نہین گئی یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ "ثناء اللہ کے متعلق جو کچہہ لکہا گیا ہے۔ وہ ہماری طرف سے نہین بلکہ خدا ہی کی طرف

سے اوس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ بلاریب یہ تقریر ایسی تحریر کی بابت ہے جو ۱۳ اپریل سے پہلے ثناء اللہ کے بارہ مین لکھی جا چکی ہو نہ کہ جو بعد مین لکھی گئی۔ اور وہ تحریر بجز اوس خاص مضمون کے (جو حقیقۃ الوحی کے تتمہ مین بصفحہ ۲۰ و ۲۳ ثناء اللہ کے متعلق لکہا گیا تہا اور اس اعلان کے جو اخبار بدر مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۴ پر "مباہلہ کیلئے ثناء اللہ کا چیلنج منظور کیا گیا" کے عنوان سے منجانب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایڈیٹر صاحب بدر نے درج کرکے شائع کیا تہا) کوئی دوسری ہو نہین سکتی۔ کیونکہ ان مین ہی ثناء اللہ کو مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ کرنے کیلئے لکہا گیا تہا جس کے جواب مین امرتسری نے یہ کہکر کہ "مجہے مباہلہ کے نتیجہ سے اطلاع دو میرے لئے عذاب معین کردو وغیرہ وغیرہ" اہل حدیث ۱۹ اپریل ۱۹۰۷ء راہ فرار اختیار کی پس یہ ثابت شدہ امر ہے کہ تقریر مندرجہ بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء اور الہام اجیب دعوۃ الداع جو ۱۳ و ۱۴ اپریل کی درمیانی شب مین ہوا مباہلہ والی تحریرون محولہ بالا سے تعلق رکہتا ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بعد توجہ اس کے متعلق بطور تسلی یہ الہام ہوا کہ اجیب دعوۃ الداع جس سے مقصود صرف سنۃ اللہ کا اظہار تہا جو صادقین و مومنین کے متعلق اجابت دعاؤن کے بارے مین عادت الہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ثناء اللہ کا چیلنج مباہلہ منظور کرکے جو فکر لاحق

تھا لہٰذا جس کی تسلی کیلئے کسی ایسے ہی الہام کی ضرورت تھی کہ جو فکر کو دور کرنے والا ہو) اُس کو ہم مخفوظ رکہتے ہین۔ اگر ضرورت ہوئی تو انشاء اللہ آئندہ بیان کرینگے۔ اور وہ بھی روح القدس سے ہوگا انشاء اللہ فانتظروا۔

امر سوم کا ثبوت کہ الہام کے کسی لفظ سے بھی یہ نہین پایا جاتا کہ کسی آئندہ یا گذشتہ یا امروزہ دعا کی قبولیت کا اس مین وعدہ ہے۔ خود الفاظ الہام اور اُس کے ترجمہ شائع شدہ سے ظاہر ہے۔ یہ الہام جیسا کہ ہم بتا چکے ہین بدر و الحکم مین مع ترجمہ موجود ہے۔ الہام کے نیچے ہی ترجمہ لکھا گیا ہے کہ "مین دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہون" الحکم ۱۷ و بدر ۱۸ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۴ ۔ اس مین کہین یہ نہین کہا کہ تمہاری فلان دعا قبول ہوگئی یا ہوگی محض بطور تسلی کے ہے۔ اور سنۃ اللہ کا اظہار اسی لئے تو اُس کے آگے اذا دعان نہین فرمایا جس سے کسی آئندہ یا گذشتہ دعا کی قبولیت پر خصم استدلال کر سکے۔ فتامل

امرت سری مکذب اور اُس کے معاونون نے یہودیانہ تحریف کرکے حضرت اقدس علیہ السلام کے الہام مین مطلب آپ ہی کیلئے اذا دعان اپنی طرف سے بڑہا کر یہودیت کا ثبوت دیا ہے۔ الہام صرف اسی قدر ہے کہ "اجیب دعوۃ الداع" جو محض قانون الٰہی کا بیان ہے۔ نہ کوئی وعدہ نہ کوئی پیش گوئی۔ مین سمجہتا ہون کہ

ہمارے ناظرین نے اچھی طرح جان لیا ہوگا۔ کہ تقریر و الہام مندرجہ بدر مورخہ ۲۵ اپریل اس دعا یا اشتہار کے متعلق ہرگز ہرگز نہیں جو ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اس تقریر سے ایکدن اور الہام سے دو دن بعد لکہا گیا تہا۔

الحمد للہ کہ خدا نے ثنائی عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور تمام گہر بنا بنایا اس ڈہا کر سطح زمین سے ایسا ملا دیا۔ کہ جس کا کہنڈر بہی نظر آنا محال ہے۔ یعنی لاجواب دلائل اور براہین کے ذریعہ اس بنیاد کو جس پر ثنائی مکان بنایا گیا تہا اور اُن دونو ستونوں کو جن پر اس کی چہت کہڑی کیگئی تہی خدا کے فضل سے ہم نے اُکہاڑ پہینکا۔ اور چہت کے نیچے سے دونوں ستون ایسی طرح سے کہینچ لئے۔ کہ مکین کے سر پر چہت گر کر اسکا کچلہ کر گئی۔ وہ بنیاد کیا تہی ؟ تقریر مندرجہ اخبار بدر مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء اور دونو ستون کیا تہے ؟ تقریر مذکور میں کسی گذشتہ تحریر کا ثناء اللہ کے متعلق خدا کی طرف سے بنیاد رکہا جانا اور اجیب دعوۃ الداع کا الہام اُسی بنیاد پر اور انہیں دو ستونوں پر ثنائی پارٹی بغلیں بجاتی اور منہ آگی کہے چلی جاتی تہی کہ اس تقریر اور الہام سے مرزا صاحب علیہ السلام کے ۱۵ اپریل والے اشتہار کا قطعی فیصلہ الہی ہونا اور پیشگوئی کہلانا ثابت ہے جسکو ہم نے بتوفیق ایزدی دلالۃ النص سے ثابت کر دیا کہ تقریر و الہام مذکور کو ۱۵ اپریلوالے اشتہار دعائیہ

سے اتنا ہی تعلق نہیں جتنا کہ امرت سری کو دہرم پال سے یا منگیری حنفی کو اور شاہجہانپوری کو امرت سری سے ثم الحمد للہ

کید دوم ۵ اپریل والا اشتہار فیصلہ خدائی ہے

شغال امرت سری۔ نے پہلے تو اس اشتہار کو پیش گوئی کہا تہا۔ اس کا نام خدا کا فیصلہ رکہتا اور اپنے ہم خیالون کی آنکھون میں خاک نہین راکہہ ڈالتا ہوا لکہتا ہے کہ

اومرزائیو! تمہین شرم نہین آتی کہ خود ہی ۵ ۲ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء کے پرچہ مین لکہتے ہو کہ یہ فیصلہ خدا کی طرف سے ہے۔ یہ ہی خود ہی لکہتے ہو کہ ثناء اللہ نے اس فیصلہ کی راہ منظور نہ کی تو خود ہی جہوٹا ثابت ہوا۔ کیا خدائی کامون مین میری منظوری کی حاجت ہے۔ سنو! قرآن مجید مین خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ دربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لہم الخیرۃ۔ یعنی خدا جو چاہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہے برگزیدہ کرتا ہے۔ لوگون کا اس مین کوئی اختیار نہین؛ بلفظہ مرقع ۹ اگست سنہ ۱۹۰۷ء صہ ۴۹ ورسالہ دعا مرزا صہ ۲۱

شیر الاسلام "حدیث شریف مین آیا ہے۔ اذا لم تستحی فاصنع ما شئت جس کا مطلب ہے کہ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن۔

ہم حیران ہیں کہ ایسی تحریروں کا ہم کیا جواب دیں۔ مرتع مذکور صفحہ ۴۹ اس تحریر میں مشتاق بد خصال نے صریح جھوٹ بولا ہے۔ مگر مراد کو پھر بھی نہیں پہونچا۔ اور وہ جھوٹ یہ کہ مرزائی ۲۵ اپریل کے پرچے میں لکھتے ہیں۔ کہ

یہ فیصلہ خدا کی طرف سے ہے ناظرین خدارا انصاف کیجئے کہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر میں جو ڈائری حضور مسیح موعود علیہ السلام کی درج ہوئی ہے۔ اس میں کوئی ایک لفظ بھی ایسا ملتا ہے جس کا یہ مطلب ہو کہ مرزا صاحب نے اعلان اور اخبار کے طور پر یہ کہا ہو کہ ۱۵ اپریل والا اشتہار کوئی میری طرف سے دعا نہیں بلکہ خدا کی طرف سے فیصلہ ہے۔ پھر اگر یہ جھوٹ اور ناپاک جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے کہ مرزائی ۲۵ اپریل کے بدر میں لکھتے ہیں کہ یہ فیصلہ خدا کی طرف سے ہے یہی تو اس کیا دکھے کیے ہیں جن کو احمدی دنیا بفضل الٰہی خوب سمجھتا ہے۔ ہم مسکت جسم دلائل کے ساتھ اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ ۲۵ اپریل کے بدر والی ڈائری کا تعلق اس ۱۵ اپریل والے اشتہار سے نہیں۔ اس لئے یہ بکواس امرتسری خناس کا ہمارے سامنے بچوں کی آنکھ کا مصداق ہے۔ اگر امرتسری سچا ہے۔ تو ۲۵ اپریل کے بدر میں کسی احمدی کا لکھا ہوا دکھلا دے۔ کہ یہ فیصلہ خدا کی طرف سے ہے۔ ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے وعید سے شرماوے اور کسی احمدی کو منہ نہ دکھلاوے اور چلو بھر پانی

یعنی ڈوب کے مر جاوے۔
ایک دھوکہ یہی اس بیان میں اس حیلہ ساز نے دیا ہے۔ اور وہ
کہ جب اس فیصلہ کو خدا کی طرف سے احمدی مانتے ہیں۔ تو پھر کسی
منظوری یا نامنظوری کا اس میں کیا دخل ہے" گویا ۱۵ اپریل والا
اشتہار بقول مکار احمدیوں کے نزدیک دعا نہیں ہے بلکہ
فیصلہ خدائی ہے۔ پھر باوجود فیصلہ خدائی ماننے کے بھی
اس کو ۲۵ اپریل والے ثنائی انکار سے منسوخ شدہ قرار دیتے
ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کس دماغ و عقل کا یہ انسان ہے کہ
خواہ مخواہ احمدیوں کے ذمہ بہتان باندھتا چلا جاتا ہے۔ کہ احمدی
اس کو فیصلہ الہی مان چکے ہیں۔ حالانکہ کسی ایک احمدی نے بھی
اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل والے کو فیصلہ الہی نہیں تسلیم کیا۔ چونکہ
اس دھوکہ کی بنیاد ہی غلط ہے پس اس پر جو نتیجہ مترتب ہوتا ہے
وہ بناء فاسد علی الفاسد کا مصداق ہے۔ جب تک احمدیوں کا
اس کو فیصلہ الہی قرار دینا ۲۵ اپریل کے دبے ثابت نہ کرے۔
جس کو ہم امرتسری کے خلاف ثابت کر چکے ہیں۔ تب تک
اس بحواس اشر الناس کا الزام ہمارے ذمہ عائد نہیں ہوتا بیشک
ہم مانتے ہیں کہ خدائی کاموں میں کسی کی منظوری یا نامنظوری کی
حاجت نہیں لیکن جس قضیہ کو خدائی فیصلہ یا خدائی کام ہونا کہتے
ہو پہلے اس کو مسلمات خصم سے اور واقعات سے تو خدائی

کام ثابت کردو پھر ایسا کہنے کا حق تم کو پہونچ سکتا ہے بلکہ ذی
کام میں میرا کیا دخل ہاں خدائی فیصلہ اس اشتہار دعائیہ پر حسب
اصول قرآنی نمدھم فی طغیانھم یعمھون صادر ہو کر تمہاری
روسیاہی کا باعث ہو چکا ہے۔ اب اُس میں ثنائی منظوری
یا نامنظوری کی حاجت نہیں فافہم وتدبر

ثنائی۔ کیا دجال اکبر نے یہ دعا کرتے وقت مجھ سے پوچھ لیا
تھا کہ تم اُسے منظور کرتے ہو یا نہیں؟

شیر اسلام۔ ہاں پوچھ تو لیا تھا۔

ثنائی۔ کب؟

شیر اسلام۔ جب نقل دعا کذاب اکبر کے پاس بھیجی تھی۔

ثنائی۔ نقل دعا بھیجنے سے کس طرح ثابت ہوا کہ مجھ سے
منظوری چاہی گئی ہے۔

شیر اسلام۔ اس طرح کہ اگر کذاب اکبر کی منظوری یا نامنظوری سے
غرض نہوتی تو اس دعائیہ درخواست کی نقل ہی کیوں بھیجی جاتی
اور جب کہ وہ قطعی فیصلہ تھا تو تو نے یہ کیوں لکھا کہ "تمہاری یہ دعا
کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی" اور یہ تحریر تمہاری
مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے"
(اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء) کیا ایک ہی شے فیصلہ کن بھی اور
فیصلہ بھی کہلا سکتی ہے؟ اُسی کو بنا فیصلہ کن اور پھر اُسی کو فیصلہ

قرار دینا جہالت ہے پس وہ نقل تیرے پاس اسی غرض سے بھیجی گئی تہی کہ تو اس سے انکار کرے۔ یا اقرار بعد جواب تیرے کے فیصلہ الہی صادر ہوگا۔ اور اس کو ہم پہلے ثابت کر چکے ہین۔ ورنہ بتا کہ اس نقل، عا کا تیرے پاس بھیجنے سے بجز اس کے کہ تیرا جواب لیلجاوے اور مطلب ہی کیا تہا۔؟

شغال۔ کیا اوس اشتہار مین بہی کہین کوئی ایسی شرط لگائی تہی جس کا یہ مضمون ہو کہ میری منظوری پر یہ فیصلہ موقوف ہے۔" مرقع اگست ۱۹۱۰ء ص ۷۴

شیر الاسلام۔ ہان لگائی تہی جو یہ ہے۔ کہ ثناء اللہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ مین چہاپ دین۔ اور جو چاہین اوس کے نیچے لکہدین۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتہہ مین ہے۔" اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء دیکہئے اس شرط کا صاف مضمون یہ ہے کہ ثناء اللہ فیصلہ کے اس طریق مجوزہ سے اپنا انکار یا اقرار جو کچہ چاہے لکہدے۔ آئندہ اس جواب کا رد و قبول کرنا ہمارے ذمہ نہین ہوگا۔ بلکہ اب فیصلہ خدا کے ہاتہہ مین ہے۔ خدا ہی اس پر فیصلہ صادر کرے گا۔ دیکہا یہ ہے وہ شرط جو تیری منظوری یا نامنظوری پر فیصلہ کو موقوف کرتی ہے۔ کیا بغیر سماعت جواب ملزم بہی کوئی عدالت یکطرفہ فیصلہ فوجداری مقدمات مین صادر کیا کرتی ہے۔؟ واہ رے قانون دانی کے مدعی پنڈت تیرے کیا کہنے واقعی تو بڑا قانون دان ہے؛

(حیف برین ادعائے بے معنی)

براور شغال - ان الفاظ مین تو مرزا جی ہمین لکھہ رہے ہین کہ یہ مضمون اپنے اخبار مین درج کردو اور جس طرح سے چاہو تردیدی نوٹ حاشئے اور متن مین لکھو تمہین ہر طرح اجازت ہے۔ اور ساتھہ ہی (مرزا صاحب) یہ بھی کہتے ہین۔ کہ یہ فیصلہ تمہارے کچھہ لکھنے نہ لکھنے سے بدل نہین سکیگا۔ کیونکہ اب یہ فیصلہ خدا کے ہاتھہ مین جا چکا ہے۔ وہی اُس کو عملی طور پر فیصل کریگا"۔ (ثنائب ایڈیٹر) اہل حدیث مورخہ ۲۰ جولائی ص۳ و مرقع اگست ۱۹۰۸ء ص۱۵

حاشیہ ص۲ و رسالہ دعا مرزا ص۱۵

شیر الاسلام - الفاظ جلی انجمن کاذبین یا ثناء اللہ اینڈ کو کے کذب ممبر کی دروغ بیانی پر بعض صحیح ہین۔ ناظرین آپ اشتہار ۱۵ اپریل کو دیکھین اُس مین کہان حضرت مرزا صاحب فرماتے ہین کہ "یہ فیصلہ تمہارے لکھنے نہ لکھنے سے بدل نہین سکیگا"۔ اگر مرزا صاحب علیہ السلام کی آخری التماس مندرجہ اشتہار مذکور کا یہ مفہوم ہے تو سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب نہ لفظون سے نکلتا ہے نہ معنون سے سمجھا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ثناء اللہ اینڈ کو کو حاشئے اور متن لکھنے کی اجازت دینے ہی تین دلیل سے بدیں کہ بعد تحریر متن و حاشیہ فیصلہ الہی صادر ہوگا۔ نہ کہ یکطرفہ درخوست پر۔ اگر حضرت اقدس علیہ السلام ثناء اللہ کو یہ اجازت نہ دیتے لہذا جب

پڑا ہو اُس کے نیچے لکھدو تو کیا ثناء اللہ اس پر کچھ نہ لکھتا؟ وہ تو بغیر اجازت دے بھی سب کچھ لکھتا۔ پس اجازت دینے کی بجز اسکے ضرورت ہی کیا تھی کہ جواب دعوی ملزم گذر جاوے تو فیصلہ الہی صادر ہو جاوے۔ ورنہ کذاب و اکذب ملکر بتا دیں۔ کہ اس اجازت دینے سے ماسوا الہی کا کیا منشا تھا جب کہ بغیر اجازت بھی اس کو لکھنے سے کوئی امر مانع نہ تھا؟ ہم اس اجازت دینے کے یہ معنی بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود یہ تو جانتے تھے کہ ثناء اللہ ہماری ہر ایک تحریر کے خلاف خصوصاً جو اُس کے متعلق ہو ضرور کچھ نہ کچھ لکھتا ہے۔ اور ہماری طرف سے اوس کے جواب کا بھی خواہاں رہتا ہے۔ اور بعض تحریروں کا ہم کو جواب بھی دینا پڑتا ہے۔ بنا بریں اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل پر جو خاص طور پر ثناء اللہ کے بارے میں خدا سے سچا فیصلہ طلب کرنیکے لئے دیا گیا ہے۔ وہ بلانے ولے شور و غوغا مچاوے گا۔ پھر اُس کے متعلق اس کو کچھ لکھنے کی اجازت دینا محض بے سود ہے۔ یہ سمجھتے ہوئے جو اجازت دی گئی ہے اوس سے غرض صرف یہی ہے کہ اس کے جواب میں جو کچھ بھی وہ لکھے، اوس کا جواب ہم کو دینے کی آئندہ ضرورت نہ ہوگی بلکہ اُس کا جواب اب فیصلہ خدائی سے ہوگا۔ کیونکہ ہماری درخواست بر فیصلہ الہی عدالت سماوی میں گذر گئی ہے۔ بعد سماعت بیانات فریقین عدالت خود فیصلہ

کرکے ثناء اللہ کو جواب دے گی کیونکہ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ اجازت دینا ایسا ہی ہے۔ جیسا کوئی مدعی بعد ارجاع نالش فریق ثانی کو کہہ دیا کرتا ہے۔ کہ لو صاحب ہم نے مقدمہ متنازعہ عدالت میں دائر کر دیا ہے۔ اب تو جیسے تم چاہو اُس کے متعلق کہہ سن لو ہم اوسکا کوئی جواب نہیں دیں گے عدالت ہی خود فیصلہ کر دے گی۔ کہ حق بجانب کون ہے۔ کیونکہ اب فیصلہ حاکم کے ہاتھ میں ہے۔ نہ میرے نہ تمہارے۔ تو کیا کسی فریق کے اس کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فریق مخالف کا منہ بند کر دیا ہے یا اُس کے عذرات و بیانات پر جج کوئی توجہ نہ کرے گا۔ اور نہ اُن کے جواب عدالت میں قابل سماعت ہوں گے۔ اب تو عدالت یکطرفہ فیصلہ بلا سماعت جواب ملزم کے کرے گی۔ ایسا سمجھنا بجز ثناء اللہ اینڈ کمپنی کے دوسرے کا کام نہیں۔ یہ غرض و غایت جو ہم نے بیان کی ہر ایک کی سمجھ میں آجاتی ہے۔ اور یہی التماس کے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ مگر ملزم پارٹی کہتی ہے کہ مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ جو کچھ چاہو ہماری درخواست کے نیچے لکھ دو اس امر کا مثبت ہے کہ ہمارا خود فیصلہ اسی طریق پر ہوگا جس طریق سے ہم نے درخواست مندرجہ میں درج کیا ہے تمہارے کچھ لکھنے نہ لکھنے سے ہرگز بدل نہیں سکیگا؛ جس کا ثبوت بجز عبارت منقولہ کے مابین میں فقرہ اور عبارت منقولہ سے یہ مطلب ثابت ہو۔

حضور صاحب کہ انجمن کا ذہین کا سکرٹری خود بھی اس امر کو تسلیم کرتا ہے۔ کہ مقدمات فوجداری میں کوئی عدالت بغیر سماعت جواب ملزم فیصلہ نہیں کرتی۔ چنانچہ یہ اقرار اس کا حسب ذیل ہے کہ

عدالتی قاعدہ ہے کہ مدعی کا ثبوت لیکر مدعا علیہ کو جواب کا موقع دیا جاتا ہے فی نفسہ مدعی کا ثبوت کافی ہوتا ہی تاہم اُس کو ڈگری نہیں ملتی تاوقتیکہ مدعا علیہ کا جواب نہ سنا جائے۔ اہل حدیث ۲ فروری ۱۹۱۲ء صفحہ ۴ کالم ۳

دجالی پارٹی کے اعلی ممبر وا کس دیانت اور امانت سے کہتے ہو (یعنی اللہ (مدعا علیہ) کے جواب کو سنے بغیر ہی عدالت نے فیصلہ کر دیا ہے) مرقع اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۲۶ دیکھا تمہارے غنی ممبر نے عدالتی قاعدہ کا کیسا واضح بیان کر دیا ہے کہ "مدعی کا ثبوت لے کر ہی مدعا علیہ کو جواب کا موقعہ دیا جاتا ہے" اور باوجود مدعی کا ثبوت کافی ہونے کے بھی "اس کو ڈگری نہیں ملتی تاوقتیکہ مدعا علیہ کا جواب نہ سنا جائے" آج اس عدالتی قاعدہ کو علاً خدا قرار دیتے ہو کہ خدائی عدالت میں بغیر سماعت جواب ملزم فیصلہ ہوا کرتا ہے۔ (لقت)

نمبر سوم مرزا صاحب نے یہ دعا الہامی کی تھی۔

ثناء اللہ۔ ہم ابھی ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر سے حوالہ دے آئے ہیں۔ کہ مرزا جی کا اپنا اقرار ہے۔ کہ ثناء اللہ کے ساتھ ہمارا فیصلہ خدائی الہام سے ہے اور خدا نے اس دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پس اصل مدعا علیہ کے اقرار کے سامنے آپکا انکار بیہودہ ہے۔ ناظرین مرقع اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۰

شیر اسلام۔ جن الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ وہ حسب عادت امرتسری نے اپنے کذب سے کام لیکر لکھے ہیں سن دموزی! ہم ابھی ۲۵ اپریل کے بدر سے حوالہ دے آئے اور مدلل کہتے ہیں۔ کہ ڈائری والہام مندرجہ بدر مذکور اِس اشتہار متنازعہ سے بعد کا نہیں بلکہ ۱۴ اپریل کا ہے۔ پس تیری بنا جب ہم نے کہود ڈالی۔ تو اوس پر چہت کیونکر قائم کرے گا۔ نہ الہام مذکور میں کسی دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے نہ حضرت مرزا صاحب کا کوئی اقرار ہے۔ کہ ثناء اللہ کے ساتھ ہمارا فیصلہ خدائی الہام سے ہے اور خدا نے اس دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ شیر اسلام اگر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ہم کو کہیں دکہلا دے تو ایسا منہ مانگا ہوا انعام لے۔ جس کی ہم استطاعت بہی رکہتے ہیں۔ ورنہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا انعام تو تجہے مل چکا۔ او کاذب! تو اتنا نہیں سمجہتا۔ کہ اگر اس دعا کے متعلق یہ الہام ہوتا تو جب تو مانتا ہے۔ کہ ۱۳-۱۴ اپریل کی درمیانی شب میں یہ الہام ہوچکا تہا۔ بہ غرض

مرزا صاحب علیہ السلام اشتہار مذکور میں یہ کیوں فرماتے کہ
"یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا
کے طور پر ہم نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے"

سوال۔ اگر مرزا صاحب نے ہمارے متعلق یہ "الہامی دعا"
شائع نہ کی ہوتی تو ہم بھی اُن کے مرنے سے اُن کے کذب پر
استدلال نہ کرتے بلکہ اُن کی موت کو معمولی موت جانتے۔ مرقع
اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۴

بشیر الاسلام۔ الحمد للہ کہ امرتسری نے یہ لکھ کر کہ "اگر ہمارے
متعلق یہ الہامی دعا شائع نہ کی ہوتی تو ہم بھی اُنکے مرنے سے اُن
کے کذب پر استدلال نہ کرتے" اپنی جڑ آپ کاٹ دی
اور مان لیا کہ صرف بوجہ اس دعا کے الہامی ہونے کی ہم وفات
مسیح موعود علیہ السلام کو اُن کے کذب کی دلیل گردانتے ہیں
پس اگر یہ دعا الہامی نہیں تو ملزم کے اوپر فرد جرم لگ گیا۔ اور
مدعی کو اقبالی ڈگری مل گئی۔ لیجئے ہم پھر بتا دیتے ہیں۔ کہ یہ الہامی
دعا نہ تھی۔

اول۔ اس لئے کہ خود اشتہار میں ہی دعا مذکور کے متعلق
درج ہے کہ "یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر نہیں"

دوم۔ خود ملزم نے اپنے جواب دعوے مورخہ ۲۶ اپریل
سنہ ۱۹۱۰ء میں تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اس مضمون (دعا) کو جو اُنہ

سے شائع نہیں کیا۔ بلکہ یہ کہا ہے کہ محض دعا کے طور پر ہے۔ دیکھو بدر
۲۶ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۵ کالم اول

سوئم۔ اگر الہام مندرجہ بدر مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۶ء کی وجہ سے
اس کو الہامی دعا کہا گیا ہے۔ تو وہ الہام دعا متنازعہ
سے دو یوم قبل ۱۳-۱۴ اپریل کے درمیانی شب کا ہے
جس کو اس دعا سے کوئی تعلق نہیں۔

چہارم۔ الفاظ الہام میں کوئی لفظ ایسا نہیں جو اشارۃً بھی دعا متنازعہ
یا کسی دیگر خاص دعا کی قبولیت پر دلالت کرے۔ وہ محض
سنت اللہ کا اظہار ہے۔ نہ کوئی وعدہ یا پیش گوئی وغیرہ۔

ان دلائل اربعہ عقلیہ و نقلیہ سے جب کہ یہ ثابت شدہ امر ہے۔ کہ
دعا متنازعہ الہامی نہیں تو نتیجہ حسب اقرار ملزم خود بخود نکل آیا کہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کا وفات پانا حضور ممدوح کی تکذیب نہیں
کرتا نہ اس سے آپ کاذب ہو سکتے ہیں۔ بلکہ آپ کی موت دیگر
انبیاء کی طرح معمولی موت ہے۔ آگے ضرورت نہ تھی کہ ہم اس
پر کچھ اور لکھیں۔ کیونکہ جو دلیل مدار فیصلہ تھی۔ اس کا ہی فیصلہ
ہو گیا۔ کہ وہ دلیل دلیل ہی نہ رہی۔ جس سے کہ ملزم استدلال
کر سکے پھر اس پر اور لکھنے کی کیا حاجت مگر دروغ گو را تا بدر وازہ
باید رسانید کے مطابق باقی شرائط ثانی بھی بالفاظ ثانی لکھ کر جھوٹے
کو گھر تک پہنچا دیتے ہیں (فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین)

اشتغال۔ ہمارا استدلال تو مرزا جی کے اِس کلام سے ہے
کہ اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھون سے نہین بلکہ محض خدا
کے ہاتھون سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک
بیماریان آپ (ثناء اللہ) پر میری زندگی مین وارد نہ ہوئی تو مین
خدا کی طرف سے نہین" مرقع ستمبر ۱۹۰۷ء صـ ۱۶

شیر اسلام۔ تمہارا یہ استدلال باطل ہے۔ کیونکہ یہ کلام نہ بذریعہ
الہام ہے۔ نہ فیصلہ قطعی محض ایک تمہید ہے۔ اُس دعاء مباہلہ کی جسکا
آگے درخواست مین اظہار کیا ہے۔ اور وہ بھی خدائی اِس قانون
پر کہ صادق کے مقابلہ مین مفسد و کذاب مباہل کبھی نہین بچتا ضرور صادق
سے پہلے مرجاتا ہے یقین کرکے فرمایا تہا جس کا مطلب یہ تہا کہ اگر
ثناء اللہ نے اس دعاء مباہلہ کو منظور کر لیا۔ تو پہر مقابلہ اور مباہلہ ہو گیا
ایسی صورت مین ضرور مفسد پہلے مرتا۔ اور صادق زندہ رہتا۔ اِسی لئے
تو ساتھ ہی فرمادیا۔ کہ یہ محض دعا ہے۔ کسی الہام یا وحی کی بنا پر
پیشگوئی نہین" پس محض دعا سے تمہارا استدلال باطل ہے۔ تا
وقتیکہ اس دعا کو الہامی نہ ثابت کرلو کیونکہ بفصل ... حقیقۃ الوحی مین ...

اشتغال۔ یہ کہنا کہ مرزا کا ایسی دعا کرنا اس کے اپنے خیال
سے تہا۔ خدائی حکم سے نہ تہا۔ حالانکہ ہم مرزا کے اپنے بیان سے
ثابت کر آئے ہین۔ کہ یہ دعا اُس کی خدائی منشاء سے تہی۔ اور خدا
نے اُس کے قبول کرنے کا وعدہ کیا تہا۔ دیکھو اخبار بدر ۲۵ اپریل

مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۵

شیر اسلام۔ تمہارا یہ سب کہنا غلط اور باطل ہے جب کہ ۲۵ اپریل والی ڈائری کا ہم فیصلہ کر چکے ہین۔ کہ وہ اس کے متعلق نہین نہ الہام مذکور مین کوئی وعدہ قبولیت دعا کا ہے۔ پھر اس طول فضول سے غرض؟

کید چہارم کیا خدا کا فیصلہ مخالف کے انکار سے رد ہو سکتا ہے؟

شغال۔ مرزائیو! بھلا یہ تو بتاؤ کہ خدا کا نبی خدا کے حکم اور منشا سے اپنے سخت مخالف کے ساتھ فیصلہ کی دعا کرے اور صورت فیصلہ شائع کرے مگر وہ مخالف اپنی مخالفت یا شرارت سے اوس فیصلہ سے انکار کرے تو وہ فیصلہ جس کے لئے نبی صاحب نے دعا کی تھی رد ہو سکتا ہے؟ اوظالمو! کہتے ہوئے ذرا تو شرم کرو۔

مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۶

شیر اسلام۔ وہابیو! بھلا یہ تو بتاؤ کہ خدا کے نبی نے خدا کے حکم اور منشا سے اپنے سخت مخالف ثناء اللہ کے ساتھ کب فیصلہ کی دعا کی تھی۔ اور کس حکم الہٰی کے ماتحت صورت فیصلہ شائع کی تھی؟ اور یہ بھی بتاؤ کہاں پر کسی احمدی نے یہ لکھا ہے۔ کہ شریر کی شرارت یا انکار سے وہ فیصلہ جس کے لئے نبی نے دعا کی تھی رد ہو سکتا ہے؟ ہاں ہم نے اور تمام احمدیوں نے یہی کہا ہے۔ کہ شریر کی شرارت

یا انکار سے صورت فیصلہ ضرور تبدیل ہو سکتی ہے۔ اس لئے تاتا
شریر پر حجت قائم کر دے نہ یہ کہ فیصلہ رد ہو جائے۔ او بے تمیز!
تمہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ فیصلہ اور ہوتا ہے۔ اور فیصلہ کرانے والے
کی مجوزہ صورت فیصلہ اور۔ ان دونوں میں فرق بیّن ہے۔ فیصلہ کسی
شریر کی شرارت سے رد نہیں ہو سکتا۔ البتہ صورت و طریق فیصلہ
تبدیل ہو سکتا ہے۔

شغال۔ اچھا ہم تمہاری بات مانے لیتے ہیں۔ کہ میرے انکار
سے یہ فیصلہ مسترد یا ملتوی ہو گیا۔ مگر یہ تو بتلاؤ کہ یہ دعوی تمہاری
طرف سے ہے یا اصل مدعی (مرزا) نے بھی اس کو کہیں شائع یا انشا
کیا ہے۔ اگر کیا ہے تو اس کا حوالہ دو اگر شائع نہیں کیا۔ تو اس
کا دعوی کرنے والے تم کون ہو۔ (مرقع اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۶)

شیر اسلام۔ تم ایسے بھلے مانس کہاں ہو کہ ہماری بات مانو
تم نے تو ڈھٹائی اور بے شرمی پر ایسی کمر باندھ رکھی ہے جس
کا اندازہ بھی کوئی نہیں کر سکتا سچ ہے ؎

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

بھلا ہاتوں کے بھوت کہیں باتوں سے بھی مانا کرتے ہیں جو تم
مان جاؤ سنو! ہم کب کہتے ہیں۔ کہ تمہارے انکار سے یہ فیصلہ
مسترد یا ملتوی ہو گیا ہے جس کے لئے اصل مدعی کا بیان پہنچانے

کی ضرورت ہو۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ فیصلہ بلا التوا دستور ہونے کے حق حق اور صاف ہوا۔ ان طریق مجوزہ یعنی صورت فیصلہ پیغمبر صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی صرف تمنا اور خواہش کے خلاف ہوا ہے۔ مقصود دلی اور اصل مدعا کے خلاف نہیں ہوا۔ مقصود دلی یہ تہا کہ صادق کے صدق کو ظاہر کرنے والا الٰہی فیصلہ صادر ہو۔ اور مجوزہ طریق یا صورت فیصلہ اپنی خواہش سے نہ کہ مشیت ایزدی یا منشا خداوندی سے یہ پہلے ہی تہی کہ کاذب کی موت سے میرا صدق ظاہر کیا جاوے۔ جس کو کاذب نے مشتبہ کر کے انکار پر انکار کر دیا بلکہ کاذب کا صادق کی زندگی مین مرجانا کوئی دلیل صداقت نہین۔ جب کہ مسیلمہ کذاب آنحضرت صلعم سے بعد مین ہلاک ہوا۔ اور نیز صادق کا زندہ رہنا بہی اُس کے صدق کی علامت نہین۔ کیونکہ کاذبون کو بروے قانون الٰہی لمبی عمر کا دیا جانا۔ در بدی کرنے کیلئے مہلت عطا ہونا ثابت ہے۔ اور نہ طاعون وغیرہ سے مرنا ہی مرنے والے کے کذب اور زندہ رہنے والے کے صدق کی دلیل ہے۔ جب کہ مفسر و شارح قانون الٰہی حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون زدہ کو شہید فرمایا ہے۔ پس ان عذرات و معارضات و جوابات ملزم سے ضروری ہوا کہ صادق کے صدق کا وہی فیصلہ صادر کیا جاوے۔ جو مکذب پر حجت ہو سکے ورنہ فیصلہ بے سود ہوگا۔ بنابرین مدعی کا مجوزہ طریق ملزم کے

ایسے عذرات پیش ہونے کے بعد چونکہ فیصلہ کن اور حجت نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے نوعیت فیصلہ تبدیل کر کے مسئلہ اصول ملزم بہائی کے صدق کا اظہار کر دیا۔ کہ صادق کو مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات دی اور کاذب کو مثل مسیلمہ کذاب اور بروبے قانون پیش کردہ ملزم مہلت عطا کی۔ یہ ہے اصل جواب کہ تمہارے انکار سے فیصلہ نہ مسترد ہوا۔ نہ ملتوی صرف نوعیت و صورت فیصلہ بدل گئی کہو سمجھے یا نہیں؟

گپ پنجم ثنائی انکار سے بعد بھی مرزا اور مرزائی

دعاء مرزا کو فیصلہ کن جانتے رہے ہیں

شغال مرتدی میرا انکار ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں نکلا تھا مگر مرزا اور مرزا کے جانشین اس سے بعد بھی اس دعا کو فیصلہ کن کہتے رہے جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ۳ جون ۱۹۰۷ء کو میں نے ایک خط بطلب حقیقۃ الوحی مرزا کے نام حسب وعدہ مرزا کے بھیجا۔ جس کا جواب مرزا کی طرف سے بذریعہ اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء کو شائع ہوا جو یہ ہے۔

نقل خط بنام مولوی ثناء اللہ صاحب۔ آپ کا رجسٹری شدہ

کا رڈ مرسلہ ۳ جون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہونچا جس میں آپ نے ۴ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر کا حوالہ دیکر کتاب حقیقۃ الوحی کا ایک نسخہ مانگا ہے۔ اس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جب کہ آپ کو مباہلہ کیواسطے لکھا گیا تھا۔ تاکہ مباہلہ سے پہلے آپ کتاب پڑھ لیتے مگر چونکہ آپ نے اپنے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر کی اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا!! اخبار مذکور صفحہ ۲

ناظرین! اس خط کو بغور ملاحظہ کیجئے۔ اگر دو باتوں کا ثبوت اس سے کیسا صاف ہوتا ہے:

(۱) ایک تو یہ کہ مرزا نے میرے ساتھ فیصلے کی جو دعا کی تھی بمنشا خداوندی کی تھی!

(۲) دوم یہ کہ میرے اخبار مجریہ ۲۶ اپریل کا مرزا جی کی اس دعا پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ یعنی باوجود میرے انکار کے مرزا اور مرزائی بدستور دعاء مرزا کو فیصلہ کن جانتے رہے اور انتظار کرتے رہے۔ اب وفات کے بعد حکیم صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ) کا اور ان کی تقلید میں ان کے ماتحتوں کا انکار کرنا اہل

دانش کے نزدیک بجوئے نارزد"! بلفظہ مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۵
ورسالہ دعا مرزا صفحہ ۹

شیر اسلام: پیارے ناظرین دیکھئے اس توانس باختہ امرتسری کا دجل کہ کیسی جرأت اور دلیری سے لکھتا ہے "! مرزا صاحب نے جو دعا کی تھی وہ بمنشار خداوندی کی تھی۔ جس سے یہ مطلب نکالنا چاہتا ہے کہ جو امر بمنشار خداوندی ہوتا ہے وہ کسی کے انکار یا شرارت سے بدل نہیں سکتا۔ اور دلیل اس پر اخویم مفتی صاحب سلمہ الرحمٰن ایڈیٹر بدر کا وہ فقرہ پیش کرتا ہے۔ جو مفتی صاحب نے ثناءاللہ کے کارڈ کے جواب مین لکھا ہے کہ "

چونکہ آپنے اپنے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر کی اور نیز اس کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لئے ایک فرار کی راہ نکالی۔ اسواسطے مشیت ایزدی نے آپکو دوسری راہ سے پکڑا"! بدر ۱۳ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲

اور مفتی صاحب سلمہ کے اس فقرہ پر اس نے خود لائن کھینچکر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ دعا مذکور کے بمنشا خداوندی ہونے کا یہ فقرہ ثبوت ہے۔ اگر مشیت ایزدی کی طرف کسی امر کو منسوب کرنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ امر رضائے الٰہی ہے تو امرتسری نے جو جواب مشیت اللہ کا اپنے پیارے دوست دہرم پال تارک اسلام کو دیا ہے۔ اُس کا کیا مطلب ہے ذرا آنکھیں کھولکر پڑھے

اور شہر یا دے کہ خود لکھتا ہے۔

مشیت اللہ خدا کے قانون مجریہ کا نام ہے۔ جو کہ جب
مول سو نمونہ (ثنائی) نمبر ۴ خدا کی رضا کو مستلزم
نہیں ہے ۳ پس ہم بلند آواز سے کہتے ہیں۔
"جو کچھ ہوتا ہے خدا کے حکم اور ارادے سے ہوتا ہے
زانی زنا کرتا ہے تو اُس کی مشیت سے کرتا ہے"
بلفظ بقدر الحاجۃ ترک اسلام بار دوم صـ۱۶۵

او وہابیو! سچ کہو (ان کنتم صادقین) کہ ایڈیٹر صاحب سلطان الرحمن کے مرزا صاحب علیہ السلام کی دعا کو مشیت ایزدی سے لکھدینے پر تمہارے امرت سری پیرو کو کچھ فائدہ ہو سکتا ہے؟ اور اس اور اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ دعا مرزا صاحب میں جو طریق فیصلہ چاہا گیا ہے۔ وہ بدل نہیں سکتا۔ امرت سری مکذب اگر انسان ہے تو جواب دے۔ کہ کسی امر کا منشاء ایزدی ہونا دلیل اس بات کی ہے۔ کہ وہ قطعی فیصلہ الٰہی ہے۔ اگر در خانہ کس است حرفے بس است!

دوسری بات امرت سری نے یہ لکھی ہے۔ کہ میرے انکار کا اس دعا پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ اس کا ثبوت کچھ نہیں دیا۔ کہ کہاں سے اس نے سمجھ لیا ہے۔ کہ انکار ثنائی فیصلہ خدائی سے غیر متعلق ہے۔ کیا جج نے اُس کو بتا دیا ہے کہ تمہاری درخواست ۲۶ اپریل والی ناقابل سماعت سمجھی گئی۔ یا مفتی صاحب کے خط منقولہ سے ایسا کوئی لفظ مل گیا ہے

جس سے انکار شریر کا مقدمہ متنازعہ میں دخل انداز نہ ہونا ثابت ہو۔؟ جب کہ یہ دونوں امر نہیں تو پھر اس کلام نافرجام کو سنانا ہی کیوں جاوے۔ رہا یہ امر کہ باوجود ثنائی انکار کے حضور مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام اس دعا کو بدستور فیصلہ کن جانتے رہے۔ صحیح ہے بشرطیکہ بدستور کا اصلی مطلب لیا جاوے کہ جس طرح ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء سے تمام احمدی اس درخواست پر صدور فیصلہ کے منتظر تھے۔ اسی طرح تا صدور فیصلہ منتظر رہے۔ اور اگر بدستور کے یہ معنی نہیں تو غلط ہے۔ بیشک دعا مسیح موعود علیہ السلام جس غرض کیلئے بحضور رب العزة خیر الفاتحین پیش ہوئی تھی۔ وہ پوری ہوئی۔ اور جس فیصلہ کیلئے درخواست گذرانی تھی۔ وہ فیصلہ بحق مدعی برخلاف مدعا علیہ صادر ہوا جس کو ہم بالتفصیل پہلے بیان کر چکے ہیں۔ چونکہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء ایک درخواست منجانب مدعی تھی۔ بغرض صدور فیصلہ اس لئے احمدی قوم اس کو فیصلہ کن مانتی رہی۔ اور وہ فیصلہ کن ہی ثابت ہوئی۔ اس لئے تمہارا مدعا حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کی جماعت کی کسی تحریر سے یہ نہ ثابت کر دو۔ کہ طریق مجوزہ مندرجہ درخواست مدعی کے مطابق ہی فیصلہ الٰہی کے صدور کا انتظار تھا۔؟ احمدی قوم صرف فیصلہ الٰہی کی حسب ارادہ الٰہی منتظر تھی۔ نہ کہ حسب طریق مجوزہ مدعی اور یہی معنی جناب کے خط سے ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ

"مشیت ایزدی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا"
یعنی مباہلہ سے تم نے فرار کیا۔ تو خود مدعی نے ہی فیصلہ کے لئے عدالت
جسمانی میں سبقت کر کے درخواست گزار دی۔ یہ دوسری راہ
فیصلہ ثنائی کے لئے تھی۔ کہ

"حضرت حجۃ اللہ کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا
کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا"

یعنی یہ طریق تو تمہارے سامنے مباہلہ کرنے کا پیش کیا تھا جب
اس سے تم نے فرار کیا تو اب اس دعا کے ذریعہ مقدمہ دائر عدالت کر کے
فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔ جس پر فیصلہ الٰہی صادر ہو گا۔
اور ضرور ہو گا۔ چنانچہ ہوا۔ اور اسی درخواست مدعی پر ہوا۔ جس سے
ملزم کو گریز کی راہ نہیں رہی۔ اور مسلمات ملزم سے مدعی کو ڈگری ملی
دوسرا جواب اس کا یہ ہے۔ جو تفسیر ثنائی کے حاشیہ میں خدا نے
تم سے لکھوا رکھا ہے کہ

"آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خواب آیا کہ ہم کعبہ شریف میں
طواف کرنے کو داخل ہوئے ہیں۔ اس خواب کا آنا تھا کہ
حضور نے شوق سے تیاری کر لی۔ اور سفر کرتے کرتے جب قریب
مکہ معظمہ کے پہنچے تو کفار مکہ نے داخل ہونے سے روک
دیا۔ اس پر صحابہ کرام اور خود حضور علیہ السلام کو بھی سخت
ملال ہوا۔ بعض صحابہ نے سخت کلامی سے اعتراضات

بہی کیے مگر منشاء الہی ایسا ہی تہا۔ کہ اس سال حج
کا ظہور نہ ہوگا۔ جو تاریخ علم الہی میں مقرر تھی وہ صحیح
رہی۔ اور جو خواہش نبوی یعنی تمنا تھی وہ پوری ہوئی
یہ فقرہ ایک مثال ہے۔ اسی قسم کے اور بہت سے
واقعات میں جن میں منشاء نبوی کا منشاء الہی کے ماتحت
ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ملفوظہ حاشیہ تفسیر ثنائی جلد
پنجم صفحہ ۱۵

اس مثال نے بخوبی سمجہا دیا کہ انبیاء کی ہر تمنا اور خواہش کا پورا
ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ بہت سے واقعات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ
وسلم کی زندگی میں بقول امرتسری مفسر ایسے ہیں جن میں منشاء
نبوی کا منشاء الہی کے ماتحت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بعینہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش اور تمنا مندرجہ درخواست دعا کا پورا
ہونا ضروری نہیں تہا۔ البتہ مقصود اصلی یعنی اظہار صداقت مدعی کا پورا ہونا
لازمی تہا۔ سو وہ پورا ہوا۔ اگرچہ یہ جو خواہش نبوی یعنی تمنا تھی وہ پوری
نہ ہوئی۔ اور تمنا کیا تہی؟ یہ کہ اظہار صدق بذریعہ موت کاذب فرمایا
جاوے۔ مگر منشاء الہی کیا تہا۔ یہ کہ ایسے طریق سے فیصلہ کیا جاوے
جو فریق ملزم پر حجت ہو۔ کیونکہ اس طریق سے جس کا مدعی خواہشمند
تہا۔ اس مکذب گروہ پر حجت قائم نہیں ہو سکتی تہی۔ جو کاذب کی موت
کو دلیل صداقت صادق نہیں سمجہتا بلکہ اس کے برعکس کاذب

کی حیات اور صادق کی موت کو نظیراً پیش کر کے کاذب کو مہلت ملنے اور زندہ رکھے جانے کا بروئے قانون الٰہی قائل تھا۔ اس لئے جس گروہ پر الزام قائم کرنا مقصود تھا۔ اُس کے مسلمات پر ہی فیصلہ کر کے مدعی کو ڈگری دینی چاہیئے تھی۔ تا کہ حجت بھی قائم ہو اور منشاء الٰہی بھی پورا ہو جاوے۔ اور ساتھ ہی انبیاء کے ساتھ مماثلت بھی ثابت ہو جاوے۔ کہ منشاء نبوی منشاء الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔ الحمد للہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب علیہ السلام اور آپ کے خدام فائز المرام ثنائی انکار کو فیصلہ الٰہی کے صادر ہونے کا مانع نہ سمجھتے تھے بلکہ صدور فیصلہ کے منتظر تھے۔ جو منشاء الٰہی کے ماتحت ہو۔ اور یہ ہرگز نہیں کہتے تھے کہ حسب منشاء نبوی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی فیصلہ ہوگا۔ نہ مفتی صاحب کے خط سے اس کا ثبوت ملتا ہے اُس سے صرف اتنا ہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ محض فیصلہ الٰہی کے منتظر تھے جو منشاء الٰہی یعنی مشیت ایزدی ہو خواہ حسب منشاء نبی ہو چاہے کسی دوسری راہ سے تبھی تو مفتی صاحب نے لکھا کہ مشیت ایزدی نے دوسری راہ سے پکڑا۔

مثال۔ اور سنئے! میرے سامنے اخبار مجریہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۸ء کے بعد ۹ مئی ۱۹۰۸ء کے بدر میں مرزا صاحب کی تقریر یوں درج ہے کہ ان شاء اللہ کے واسطے بھی ہم نے توبہ کی شرط لگا دی ہے۔ کیونکہ حکم کا مقتضی ہوتا ہے کہ توبہ سے انسان بچ جائے" اجالی پارٹی کے

ممبر واکس دیانت اور امانت سے کہتے ہو کہ ثناء اللہ کے انکار سے
مرزا کی دعا رد ہو گئی ہے۔ بلفظہ مرقع اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۶
شیر اسلام۔ ناظرین یہ ایک اور جہالت ثناء اللہ ایڈیٹر کی ہے
کہ ۹ مئی کے بدر کی تقریر کو ۲۶ اپریل والے انکار سے بعد کی سمجھتے
ہیں۔ ہم پہلے بھی لکھ آئے اور دوبارہ لکھتے ہیں۔ کہ ۹ مئی کے بدر میں
صفحہ ۳ سے جو ڈائری شروع ہوئی ہے۔ وہ بسلسلہ ۲۵ اپریل
۱۹۰۷ء ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء کی بقیہ تقریر لکھنے کے بعد ۱۰ اپریل اور ۱۳
اپریل و ۲۰ مارچ و ۲۲ اپریل ۱۹۰۷ء کی ہے۔ ثناء اللہ کے متعلق تقریر
منقولہ بالا ۱۴ اپریل ۱۹۰۷ء کو وقت ظہر فرمائی ہے جس کے بعد ۲۰ مارچ
۱۹۰۷ء کی تقریر درج ہے۔ دیکھو بدر ۹ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۵ کالم اول
سطر ۱۳ جہاں سے ۱۴ اپریل بوقت ظہر کی ڈائری درج ہونی شروع
ہوئی ہے۔ اور کالم ۲ سطر ۱۷ جس میں ثناء اللہ کے متعلق تقریر منقولہ
فرمائی ہے۔ اور سطر ۲۰ کالم ۲ جہاں ۲۰ مارچ کی ڈائری درج ہے۔
اور اس کے بعد ۲۲ اپریل ۱۹۰۷ء کی۔ پس ثناء اللہ کے انکار محررہ ۲۶
اپریل سے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ ثناء اللہ
کے واسطے ہی ہم نے توبہ کی شرط لگا دی ہے۔ جس سے ثناء اللہ
کا اشتہار دعائیہ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء پر اثر انداز ہونا ثابت ہو سکے
اب ہمارا حق ہے کہ ثنائی الفاظ میں ہی سوال کریں کہ
"دجالی پارٹی کے اعلیٰ ممبر واکس دیانت اور امانت سے کہتے ہو

ثنا اللہ کے انکار سے مرزا صاحب کا مجوزہ طریق فیصلہ بدل نہیں گیا۔ یہی تمہاری آخری ایک اینٹ تھی جس پر مکان کی ایک دیوار تم نے کھڑی کی تھی سو بحمد اللہ کہ قاسم نے اُسے بھی اُکھاڑ پھینکا اب تو یقین ہے کہ اگر سخت جان ہو گئے تو سڑ جاؤ گے کیونکہ تمام ملبہ تمہارے سر پر آگرا ہے جس نے صرف تمہاری ہڈیوں کا ہی چورا چورا کر دیا۔ بلکہ تمہاری روحیں بھی بدن سے پرواز کر گئی ہونگی۔ تم بحمد اللہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ الہام جو ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو (جس دن کہ درخواست دعائیہ عدالت عالیہ آسمانی میں پیش کی گئی تھی) خدا نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ

”فتح ہے تمہاری تمہارے نام کی“

الحکم ۱۷ اپریل و بدر ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء

اور اس کو میں اس مقدمہ کے متعلق سمجھتا ہوں پورا ہوا۔ والعلم عند اللہ

کید ششم
مرزا صاحب نے خدا کے حکم سے آخری فیصلہ کا اعلان شائع کیا تو کیا میرے انکار سے خدائی فیصلہ یا حکم ٹل سکتا ہے۔

ثنا اللہ امرتسری۔ کس قدر شرم کی بات ہے۔ کہ مرزا صاحب تو

خدا کے حکم سے آخری فیصلہ کا اعلان شائع کریں۔ اور خدا اُن کی دعا کو قبول کرنے کا وعدہ کرے (دیکھو اخبار بدر مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء) اُس کے مقابلہ میں مَیں اسکی تکذیب کرنے کو شائع کر دوں۔ کہ میں اس کو نہیں مانتا۔ یہ فیصلہ غلط ہے۔ تو کیا کوئی دانا اہل ایمان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میرے ایسا کہنے سے خدائی حکم ٹل سکتا ہے۔ یا میں خدائی حکم پر غالب آسکتا ہوں؟ ملفوظ اہلحدیث ۱۸ نومبر سنہ ۱۹۱۱ صـ ۲

سیر آسیلام۔ اس کید میں بھی نیم بسمل صید نے کئی دجل اپنی معمولی عادت کے مطابق کئے ہیں جن کو ہم نے جلی کر دیا ہے۔ اور یہاں علحدہ علحدہ بتا کر انشاء اللہ اس کا کام ہی تمام کر دیتے ہیں۔ سنئے پہلا دجل تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی درخواست دعائیہ مندرجہ اشتہار ۱۵ اپریل کو فیصلہ بتا کر خدا کے حکم سے شائع کرنا لکھتا ہے۔ مگر کب؟ جب فیصلہ الٰہی ثنائی روسیاہی کا باعث ہو چکا۔ یعنی بعد وفات حضرت اقدس علیہ السلام اُس اشتہار کو خدائی حکم کہنے لگتا ہے جس کو ۲۶ اپریل اور ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کے اخبار اہل حدیث میں محض دعا بغرض فیصلہ کہتا تھا۔ چنانچہ اصل عبارت اُس کی یہ ہے کہ

"اول یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اُس کو شائع کر دیا۔

"دوم تم اُس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہین کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ محض دعا کے طور پر ہے" اہل حدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۵

"۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو (مرزا صاحب نے) ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تہا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتہ آخری فیصلہ اس مین مرزا جی نے میرے ساتہ فیصلہ کی دعا کی تہی" اہل حدیث ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱

اِن اقتباسون سے صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ اشتہار ۱۵ اپریل والا محض ایک دعا یعنی درخواست تہی جو بغرض فیصلہ مقدمہ متنازعہ دائر عدالت کی گئی نہ کہ حکم الٰہی یا فیصلہ خدائی اور نہ وہ خدا کے حکم سے شائع کیا گیا تہا۔ اور جس تحریر بدر ۲۵ اپریل والی کے بہروسہ پر یہ دعویٰ بار بار کیا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے کہ وہ ثنائی جہالت کی مثبت ہے۔ مضمون مندرجہ اہل حدیث مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۰۷ء سے تو بلحاظ تاریخ چہ مہینے پہلے شائع ہو چکی تہی۔ پہر اس اخبار مین کیون اس اشتہار دعائیہ کو محض فیصلہ کے لئے دعا بتایا۔ اُس وقت یہی لکہنا چاہیے تہا۔ کہ مرزا صاحب نے خدا کے حکم سے جو آخری فیصلہ کا اعلان شائع کیا تہا۔ اُس کا اثر مرزا صاحب پر ہی پڑا۔ وغیرہ وغیرہ

دوسرا دجل۔ یہ ہے کہ خدا نے اُس دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کر لیا تہا۔ یہ وہی پرانی بیماری ہے۔ جو ثنائی جسم مین سرایت کر گئی

ہوئے ہے جس کا قرار واقعی علاج ہم پوری اپڑیشن سے کر چکے ہیں۔ اب ہم اعادہ نہیں صرف ایک نیا جواب اس جگہ لکھدیتے ہیں۔ یہ مرقع اگست ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۶ پر اشتہار ۱۵ اپریل والے کو نقل کرکے ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ

"دیکھیے اس اشتہار میں بھی دعا ہی سے کام لیا ہے"

۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے بدر میں جو ڈائری حضرت اقدس کی درج ہوچکی تھی اُس سے بعد اگست کا مرقع لکھ کر شائع کیا ہے مگر مجال کیا کہ اس میں بھی یہ بتایا ہو کہ بروئے بدر ۲۵ اپریل جب سے خدا نے اس دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ آج یہ دعوی کرنا ضلالت اور جہالت کے علاوہ مشتے بعد از جنگ ہے تیسرا دجل۔ یہ ہے کہ میں تکذیب کرنے کو شائع کردوں کہ میں اس کو نہیں مانتا یہ فیصلہ غلط ہے؟! دیکھیے اُس دعا کو جو بغرض فیصلہ پیش کی گئی تھی۔ جس کو خود ہی ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء کے اہلحدیث میں فیصلہ کیلئے دعا لکھ چکا ہے۔ اس جگہ فیصلہ ہی قرار دیدیا گویا وہ دعا بطلب فیصلہ نہ تھی۔ بلکہ خود فیصلہ تھی۔ یہ مکر و فریب نہیں تو کیا ہے کہ درخواست دعی کو ہی قبل صدور حکم عدالت فیصلہ کہا جاوے۔ حالانکہ ۲۶ اپریل کے جواب دعوے میں لکھ بھی چکا ہے۔ کہ دعا مذکور فیصلہ نہیں بلکہ بنا فیصلہ ہے نہ بحوالہ اہلحدیث

مورخہ ۲۶ ۔ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۵ کا فقرہ دوم و پنجم و ہفتم جس میں لکہا ہے کہ

"اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا۔ فقرہ پنجم "یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی"۔ فقرہ ہفتم آپ کیوں میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں"۔

ان فقروں میں کیسا کہلا اقرار ہے کہ اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل فیصلہ نہیں بلکہ فیصلہ طلب اور فیصلہ کن ہے۔ یعنی مدعی نے بطریق فیصلہ پیش کیا تہا۔ اور وہ بذریعہ استدعا تہا اُس طریق سے انکار کیا ہے۔ کسی فیصلہ سے انکار نہیں کیا جو اس دجل کا موقعہ مل سکے کہ میں اُس کو نہیں مانتا یہ فیصلہ غلط ہے"۔ فیصلہ تو وہ کہتا تہا نہیں وہ صرف فیصلہ طلب درخواست تہی۔ پس یہ تم نے جہوٹ بولا۔ کہ وہ فیصلہ تہا۔ کیا تمہیں اتنی بہی لیاقت نہیں کہ اردو عبارت بہی سمجہ سکو۔ یا دانستہ چالبازیاں اور دجال شرارت سے لوگوں کو گمراہ کرنے ہو کیا اشتہار مذکور میں یہ لکہا ہوا نہیں۔ کہ

"ثناء اللہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چہاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے لکہدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتہ میں ہے"۔

جس سے کالشمس عیاں ہے۔ کہ دعائیہ اشتہار ایک مضمون ہے کہ فیصلہ الٰہی جو فیصلہ صادر ہونے کی غرض سے خدا کے

ہاتھ مین دیا گیا ہے جس پر آئندہ فیصلہ صادر ہوگا۔ دور کیون جاؤ اپنا اقرار سلمہ ہی دیکھلو کہ مرقع ستمبر ۱۹۰۸ء مین ۱۵ اپریل والے اشتہار کے چند فقرات لکھ کر تم نے بتایا ہے۔ کہ

"ان فقرون مین کسیطرح کا آیچ پیچ نہین نہ کوئی الجھن ہے بلکہ بالکل صاف ہین کہ مرزا صاحب مجھ مین اور اپنے مین خدائی فیصلہ چاہتے ہین" بلفظہٖ مرقع صہ ۵

دوسرا ۲ اقرار تمہارا اشتہار مذکور کے فیصلہ نہ ہونے بلکہ درخواست فیصلہ ہونے کا یہ ہے۔

"(یہ دعا) مقابلہ مین سخت مخالف کے ساتھہ کی گئی ہے۔ اور تمام صدق و کذب کا مدار اسی دعا پر رکھہ کر خدائے علیم کل سے فیصلہ کی درخواست کی گئی ہے" بلفظہٖ مرقع اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۴

تیسرا ۳ اقرار کہ اشتہار دعائیہ فیصلہ نہ تہا۔ بلکہ محض دعا تھی یہ ہے جو آخری اقرار ہے کہ

مرزا صاحب کی دعوت دراصل مباہلہ نہ تہا۔ دعا تھی" اہل حدیث ۲۴ نومبر ۱۹۱۱ء صہ ۲ کالم اول۔

ان تین اقراروں کے بعد بھی اب دجالی گروہ کہیگا کہ مرزا صاحب کا اشتہار درخواست دعائیہ نہ تھی بلکہ فیصلہ قطعی یا خدائی حکم

تہا۔؟ اب ذیل کے ثنائی سوال کا جواب بھی حل ہو گیا۔ کیونکہ جس صورت میں حضور انور فداہ جسمی وروحی نے نہ مضمون متنازعہ کو خدائی حکم سے آخری فیصلہ کہکر شائع کیا ہے۔ نہ خدا نے اس طریق فیصلہ کی قبولیت کا کوئی وعدہ فرمایا تہا۔ نہ ثناء اللہ نے کبھی اس اشتہار کو فیصلہ الٰہی ظاہر کر کے خدائی حکم قرار دیا تہا۔ تو پہر اس سوال کا موقعہ ہی کیا رہا۔ جو نیا دجل سنا دیا کہ

دجل چہارم ناظرین آپ لوگ ان دجا جلہ سے ایک ہی بات پوچھو۔ کہ مولوی ثناء اللہ کا حکم خدائی حکم پر غالب ہے۔ یا خدائی حکم مولوی ثناء اللہ پر غالب ہے؟ صورت اول تو ایمان سے دور ہے۔ صورت ثانیہ میں قطعی فیصلہ ہے۔ فالحمد للہ یہی ایک سوال ہے جو مدار فیصلہ ہے"

بلفظہ اہل حدیث ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء صـ۲ و رسالہ دعا مرزا صـ۱۲

یہ بالکل مجنونانہ بڑ ہے۔ نہ کسی نے احمدیوں میں سے یہ کہا کہ ثنائی انکار سے خدائی حکم ٹل سکتا ہے۔ نہ یہ لکہا کہ خدائی حکم پر ثنائی انکار غالب آسکتا ہے۔ یہ تمہارا دجل ہے اور افتراء ورنہ بتاؤ کہ کہاں اور کب احمدیوں میں سے کسی نے ایسا کہا ہے۔؟ کیوں خواہ مخواہ انجمن کاذبین کی سکرٹریت کا اظہار کئے جاتے ہو۔ شرم کرو اور ڈوب مرو۔ یا صورت ثانیہ کہ خدائی حکم مولوی ثناء اللہ پر غالب ہے"

جو ثابت شدہ ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اور وہ اس طرح ہے۔ کہ خدائی حکم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون اور من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا۔ یعنی گمراہوں اور سرکشوں کو خدا مہلت دیتا ہے" اہل حدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء تا ۱۰ مئی ۱۹۱۲ء صد

مولوی ثناء اللہ پر غالب آیا۔ اور اس کو حسب قانون خدائی مسلمہ ثنائی مہلت دی گئی۔ یہی ایک سوال مدار فیصلہ تھا جو بحمد اللہ ہمارے حق میں تمہارے خلاف فیصل ہوا۔ بولو ٹھیک ہے نا۔

یہ مضمون بفضل خدا تعالیٰ مکمل ہو گیا۔ اور احباب کا سخت تقاضا ہے کہ "فیصلہ الٰہی در ثنائی روسیاہی" بہت جلد شائع کیا جاوے اسلئے ہم اس کو شائع کر دیتے ہیں مگر ایک اور طریق سے بھی ثنائی تصویر کا دوسرا رخ ہم دکھانا چاہتے ہیں جس کو انشاء اللہ اس کے بعد عنقریب ہی ناظرین کے سامنے پیش کرینگے اور اُسکا نام فیصلہ خدائی اور ثنائی بیحیائی ہو گا۔ فانتظروا

اب اس مضمون کو ہم ایک انعامی چیلنج کے ساتھ بغرض اتمام الحجت علی المخالفین نکالتے ہیں تا کہ ثناء اللہ کو یہ راہ فرار بالکل بند ہو جائے۔ ورنہ تاوقتیکہ اس چیلنج کو قبول نکرے دین و دنیا میں روسیاہ ہو کر مرے میں اپنے قادر قیوم خدا کا بے انتہا شکریہ ادا کرتا ہوں جسنے مجھ جیسے ناتوان ضعیف انسان حقیر و تقصیر کو "ثنائی روسیاہی" لکھنے کی توفیق عطا فرما کر آسمان سے میری تائید فرمائی۔ گرہ

یہ خوبیاں ہیں سب اُسی جان جہاں کی ؎ ورنہ میری بساط ہے کیا اور کیا ہو میں شیطان سے جنگ کیر منجانب کے لڑونگا ؎ یہ عہد ذات باری سے اب کر چکا ہوں میں

چیلنج حق گو بنام ثناء اللہ کو

معزز ناظرین! گذشتہ بحث سے آپ نے یہ معلوم کر لیا ہوگا۔ کہ امرت سری اور اُس کے حامیوں کے پر زور دعوے تین ہیں۔ اوّل یہ کہ مرزا صاحب علیہ السلام نے "آخری فیصلہ" کیلئے جو دعائیہ اشتہار بنام ثناء اللہ شائع کیا ہے وہ مرزا صاحب کی تمنا یا خواہش سے نہ تھا بلکہ خدا کے حکم اور منشا سے تھا جس کو مرزا صاحب نے بروے بدر مورخہ ۲۵ر اپریل سنہ ۱۹۰۷ء خدا کے منشا یا کہ اُس کی طرف سے ہونے کو تسلیم کیا ہے" مرقع اگست سنہ ۱۹ و اکتوبر صہ ۲۶ سنہ ۱۹۰۰ء و رسالہ دعا مرزا صـ

دوم یہ کہ اشتہار مذکور مورخہ ۱۵ اپریل مین جو دعا

مرزا صاحب نے بدین الفاظ مانگی ہے۔ کہ اب مین

تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر ملتجی ہون کہ

مجھ مین اور ثناء اللہ مین سچا فیصلہ فرما۔ اور جو تیری نگاہ

مین حقیقت مین مفسد اور کذاب ہے اُس کو صادق

کی زندگی مین ہی دنیا سے اوٹھا لے۔ اس کے قبول

کرنے کا خدا نے وعدہ کر لیا ہے۔ اس لئے یہ محض دعا

نہین بلکہ الہامی پیش گوئی ہے جس کی قبولیت کا الہام

بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء مین اس دعا کرنیکے بعد ہو چکا ہے

اہلحدیث ۲۱ جولائی صــ مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صــ ۲۸، ۳۰ رسالہ

دعاء مرزا صــ اس کے علاوہ بھی امرتسری مکذب نے ہر ایک تحریر مین اس پر بہت زور دیا ہے۔ دیکھو اہلحدیث ۲ فروری ۹ فروری ۱۹۱۲ء

سوم یہ کہ ثناءاللہ کے انکار مجریہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کے
بعد بھی مرزا صاحب اور آنکی جماعت اس دعا کو فیصلہ کن
جانتے رہے چنانچہ بدر ۹ مئی میں مرزا صاحب نے ۲۶ اپریل
والے ثنائی انکار سے بعد یہ کہا تہا کہ "ثناءاللہ کیواسطے
ہی ہم نے توبہ کی شرط لگادی ہے" جس سے ظاہر ہے کہ ثنائی
انکار کا اس دعا پر کچھ اثر نہیں ہوا اور مرزا صاحب بدستور
اسکو فیصلہ کن جانتے رہے" مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۵ و سطر ۱۶

مرزا صاحب

یہ تینوں دعوے کرنیکے بعد ثناءاللہ نے یہ کہا ہے کہ "اگر
مرزا صاحب نے ہمارے متعلق یہ الہامی دعا شائع نہ کی
ہوتی تو ہم بھی اُن کے مرنیسے اُن کے کذب پر استدلال
نکرتے بلکہ اُن کی موت کو معمولی موت جانتے" مرقع
اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۳

اور یہ بھی لکھا ہے کہ "مرزا جی کا اپنا اقرار ہے کہ ثناء اللہ کے ساتھ ہمارا فیصلہ خدائی الہام سے ہی۔ اور خدا نے اس دعا کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ پس اصل مدعا علیہ کے اقرار کے سامنے کسی کا انکار بجوئے نار زد" مرقع اکتوبر صفحہ ۳ اگر ان ہر سہ دعاوی کا وہ ثبوت جو ملزم پارٹی نے پیش کیا ہے۔ مطابق واقعہ اور صحیح ہے تو اور کوئی مانے یا نہ مانے لیکن

میں تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ فوراً مان لونگا۔ اور اگر ثبوت پیش کردہ ثناء اللہ اینڈ کو بالکل ہی غلط اور واقعات صحیحہ کے خلاف ہے جیسا کہ میں اوپر ثابت کر آیا ہوں۔ تو کم از کم فریق ثانی سے ہم اتنا چاہتے ہیں کہ وہ اس کو واپس لیکر آئندہ اس ثبوت کے دینے سے شرم کرے۔ اتنا کرنا تو صرف انسانیت

کا تقاضا ہوگا۔ ایمانداری کا مقتضیٰ یہ ہے کہ مرزا صاحب
علیہ السلام کی صداقت کا اعتراف کرین اور بذریعہ اخبار
و رسالون کے اپنے پیش کردہ ثبوت کے غلط ہونیکا۔
علی رُئس الاشہاد اعلان۔ مگر کیا امید ہے۔ کہ ان مین
سے کوئی بھی ایسا کرے گا۔ ہم آج تک کا تجربہ جو ہمین
دیگر مخالفین کی عموماً اور امرت سری مکذب کی نسبت
بالخصوص حاصل ہو چکا ہے۔ اس کی بنا پر تو ہمین امید
نہین۔ اصل حال خدا ہی جانتا ہے۔ الغرض اگر ملزم پارٹی
اپنی ہٹ اور ضد سے باز نہ آکر اپنے استدلال کو واپس
نہ لے تو ہم

چیلنج انعامی پانسو روپیہ

ثناء اللہ اینڈ کو کو دیتے ہین کہ ۲۵ اپریل و ۹ مئی ۱۹۰۷ء
کے درمیان جو ڈائری متنازعہ ہے جو

خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہو اور جس
الہام کے ذریعہ دعا مسیح موعود علیہ السلام کو پیش گوئی بتاتے
ہو اور جسکی وجہ سے تم ثنائی انکار مجریہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کا فیصلہ
مطلوبہ مین اثر انداز نہ ہونا سمجھتے ہو اگر یہ ثابت کر دو کہ ڈائری
مندرجہ بدر ۲۵ اپریل معہ الہام اجیب دعوۃ الداع ۱۵
اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار دعائیہ سے بعد کی ہے۔ اور ۲۹ مئی
والی ڈائری ۲۶ اپریل والے انکار ثنائی سے پیچھے کی
ہے۔ اور الہام مذکور مین کسی آئندہ یا گذشتہ دعا کی قبولیت
کا وعدہ ہے یا کہ یہ کہ ڈائری ۲۵ اپریل والا الہام [illegible]
کا اشتہار دعائیہ سے کچھ تعلق ہے تفصیل بالا کا ماحصل [illegible]
اگر [illegible] ثابت کر دے تو [illegible]
[illegible]